چاند کے شرعی ثبوت کے متعلق بے مثال تحقیقی شاہکار

طرق إثبات الهلال

از

اعلیٰحضرت امام **احمد رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن

کی تسہیل و تخریج بنام

ثبوتِ ہلال کے طریقے

مکتبۃ المدینہ
(دعوتِ اسلامی)
SC 1286

مدنی چینل
دیکھتے رہیے

المدینۃ العلمیۃ
(دعوتِ اسلامی)

چاند کے شرعی ثبوت کے متعلق بے مثال تحقیقی شاہکار

طرق إثبات الهلال

مصنف: اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن

کی تسہیل وتخریج بنام

ثبوتِ ہلال کے طریقے

پیشکش

مجلس: المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

شعبۂ کتبِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ناشر

مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی

نام کتاب : طرق إثبات الهلال

تسہیل وتخریج بنام : ثبوتِ ہلال کے طریقے

مصنف : اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن

پیش کش : مجلس المدينة العلمية (شعبۂ کتب اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ الرحمٰن)

طباعتِ دوم : ربیع النور ۱۴۳۳ھ، مطابق فروری 2012ء

تعداد : 1000

ناشر : مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی

مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

- ……**کراچی** : شہید مسجد، کھارادر، باب المدینہ کراچی فون: 021-32203311
- ……**لاھور** : داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ فون: 042-37311679
- ……**سردار آباد** : (فیصل آباد) امین پور بازار فون: 041-2632625
- ……**کشمیر** : چوک شہیداں، میر پور فون: 058274-37212
- ……**حیدر آباد** : فیضانِ مدینہ، آفندی ٹاؤن فون: 022-2620122
- ……**ملتان** : نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ فون: 061-4511192
- ……**اوکاڑہ** : کالج روڈ بالمقابل غوثیہ مسجد، نزد تحصیل کونسل ہال فون: 044-2550767
- ……**راولپنڈی** : فضل داد پلازہ، کمیٹی چوک، اقبال روڈ فون: 051-5553765
- ……**خان پور** : دُرانی چوک، نہر کنارہ فون: 068-5571686
- ……**نواب شاہ** : چکرا بازار، نزد MCB فون: 0244-4362145
- ……**سکھر** : فیضانِ مدینہ، بیراج روڈ فون: 071-5619195
- ……**گوجرانوالہ** : فیضانِ مدینہ، شیخوپورہ موڑ، گوجرانوالہ فون: 055-4225653
- ……**پشاور** : فیضانِ مدینہ، گلبرگ نمبر 1، النور سٹریٹ، صدر

E.mail: ilmia@dawateislami.net

www.dawateislami.net

یاد داشت

(دورانِ مطالعہ ضرورتاً انڈر لائن کیجئے، اشارات لکھ کر صفحہ نمبر نوٹ فرما لیجئے۔ ان شاء اللہ عزوجل علم میں ترقّی ہوگی)

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ

فہرس

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

''چاند دیکھ کر عید کرو'' کے سولہ حُروف کی نسبت سے اس کتاب کو پڑھنے کی ''16 نیّتیں''

فرمانِ مصطفٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم: **نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ** مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔(''المعجم الکبیر'' للطبرانی، الحدیث:٥٩٤٢، ج٦، ص١٨٥، داراحیاء التراث العربی بیروت)

دومَدَنی پھول: ﴿1﴾ بِغیر اچّھی نیّت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔
﴿2﴾ جتنی اچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

﴿1﴾ رِضائے الٰہی عزَّوَجَلَّ کیلئے اس کتاب کا اوّل تا آخر مطالعہ کروں گا ﴿2﴾ حتَّی الْوُسْع اِس کا باوُضو اور ﴿3﴾ قِبلہ رُو مُطالَعہ کروں گا ﴿4﴾ قرآنی آیات اور ﴿5﴾ اَحادیثِ مبارَکہ کی زِیارت کروں گا ﴿6﴾ جہاں جہاں ''اللّٰہ'' کا نام پاک آئے گا وہاں عَزَّوَجَلَّ اور ﴿7﴾ جہاں جہاں ''سرکار'' کا اِسمِ مبارک آئے گا وہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم پڑھوں گا ﴿8﴾ اس روایت ''عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَنَزَّلُ الرَّحْمَۃُ یعنی نیک لوگوں کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔'' (حلیۃ الاولیاء، حدیث:١٠٧٥٠، ج٧، ص٣٣٥، دارالکتب العلمیۃ بیروت) پرعمل کرتے ہوئے اس کتاب میں دیئے گئے بُزُرگانِ دین کے واقِعات دوسروں کو سنا کر ذکرِ صالحین کی بَرَکتیں لُوٹوں گا ﴿9﴾ (اپنے ذاتی نسخے پر) ''یادداشت'' والے صفحہ پر ضَروری نِکات لکھوں گا ﴿10﴾ (اپنے ذاتی نسخے پر) عِندَ الضَّرورت خاص خاص مقامات پر انڈر لائن کروں گا ﴿10﴾ کتاب مکمل پڑھنے کے لیے

بہ نیتِ حصولِ علمِ دین روزانہ چند صفحات پڑھ کر علمِ دین حاصل کرنے کے ثواب کا حقدار بنوں گا ﴿11﴾ دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا ﴿12﴾ اس حدیثِ پاک "تَهَادَوْا تَحَابُّوْا" ایک دوسرے کو تحفہ دو آپس میں محبت بڑھے گی (موطأ امام مالك، ج۲، ص۴۰۷، رقم: ۱۷۳۱، دارالمعرفة بيروت) پر عمل کی نیت سے (ایک یا حسبِ توفیق تعداد میں) یہ کتابیں خرید کر دوسروں کو تحفۃً دوں گا ﴿13﴾ جو مسئلہ سمجھ میں نہیں آئے گا اس کے لیے آیتِ کریمہ "فَسْئَلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ o" ترجمۂ کنزالایمان: "تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔" (پ١٤، النحل:٤٣) پر عمل کرتے ہوئے علماء سے رجوع کروں گا ﴿14﴾ جس مسئلے میں دشواری ہوگی اس کو بار بار پڑھوں گا ﴿15﴾ جو نہیں جانتے انہیں سکھاؤں گا ﴿16﴾ کتابت وغیرہ میں شَرعی غلطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مُطَّلع کروں گا۔ (ناشرین ومُصَنِّف وغیرہ کو کتابوں کی اَغلاط صِرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا۔)

اچھی اچھی نیّتوں سے متعلق رَہنمائی کیلئے، **اَمیرِ اہلسنّت** دامت بَرَکاتُہُم العالیہ کا سنّتوں بھرا بیان **"نیّت کا پھل"** اور نیتوں سے متعلق آپ کے مُرتّب کردہ **کارڈ** اور **پمفلٹ** **مکتبة المدينه** کی کسی بھی شاخ سے ھدیّۃً حاصِل فرمائیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

کُتُبِ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اور المدینۃ العلمیۃ

از: بانیٔ دعوتِ اسلامی، عاشقِ اعلیٰ حضرت، شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت
حضرت علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

الحمد للّٰہ علی اِحْسَانِہٖ وَبِفَضْلِ رَسُوْلِہٖ صلّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم میرے ولیٔ نعمت، میرے آقا اعلیٰحضرت، اِمامِ اَہلسنّت، عظیم البَرَکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجدِّدِ دِین ومِلّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بِدعت، عالِمِ شَرِیْعَت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیر و بَرَکت، حضرتِ علّامہ مولٰینا الحاج الحافظ القاری الشّاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن بے مثال ذہانت وفطانت، کمال دَرجہ فقاہت اور قدیم و جدید عُلُوم میں کامل دَسترس ومہارت رکھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تقریباً ایک ہزار کُتُب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بچپن سے زائد عُلوم و فُنُون میں تبحُّرِ علمی پردال ہیں، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جن قلمی کاوشوں کو بینَ الاقوامی شُہرت حاصل ہوئی اُن میں ''کنز الایمان''، ''حدائقِ بخشش'' اور ''فتاوٰی رضویّہ'' (تخریج شدہ ۳۳ جلدیں) بھی شامل ہیں، آخِر الذّکر تو عُلوم وفُنُون کا ایسا بَحرِ بیکراں ہے جو بے شمار و مُستند مسائل اور تحقیقاتِ نادِرہ کو اپنے اندر سَموئے ہوئے ہے، جسے پڑھ کر قدردان انسان بے ساختہ پُکار اٹھتا ہے کہ امامِ اہلسنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، سیِّدُنا امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی

مُجتہِدانہ بصیرت کاپَرتَو ہیں۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کُتُب رَہتی دنیا تک مسلمانوں کے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ ہر اسلامی بھائی اور اسلامی بہن کو چاہیے کہ سرکارِ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جُملہ تصانیف کاحسبِ استطاعت ضرور مطالَعہ کرے۔

تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **''دعوتِ اسلامی''** نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحسنِ خوبی سرانجام دینے کے لئے متعدَّد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیاہے جن میں سے ایک مجلس **''المدینۃ العلمیۃ''** بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے عُلماء ومُفتیانِ کرام کَثَّرَہُمُ اللّٰہُ تعالیٰ پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اُٹھایا ہے۔اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

(۱) شعبۂ کُتُبِ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۲) شعبۂ تخریجِ کُتُب

(۳) شعبۂ درسی کُتُب (۴) شعبۂ اصلاحی کُتُب

(۵) شعبۂ تراجِمِ کُتُب (۶) شعبۂ تفتیشِ کُتُب

''المدینۃ العلمیۃ'' کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰحضرت، اِمامِ اَہلسنّت، عظیم البَرَکت، عظیمُ المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دِین ومِلّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بِدعت، عالِمِ شَرِیْعَت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیر و بَرَکت، حضرتِ علاّمہ مولانا الحاج الحافِظ القاری الشّاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی گراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوَسع سَہْل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اِس عِلمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالَعہ فرمائیں اور دوسروں کو

بھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللہ عزّ وجلّ ''دعوتِ اسلامی'' کی تمام مجالس بَشُمول''المدینة العلمیة'' کو دن گیارہویں رات بارہویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اِخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت، جنّت البقیع میں مدفن اور جنّت الفردوس میں اپنے مدنی حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کا پڑوس نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم



رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

پیش لفظ

امامِ اہلسنّت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن نے جہاں کئی علوم وفنون پر قلم اٹھایا اور علم کے دریا بہائے وہاں اس اہم ترین موضوع کو بھی زینت بخشی اور کئی رسائل تحریر فرمائے جن میں "أَزْكَى الْإِهْلَالِ بِإِبْطَالِ مَا أَحْدَثَ النَّاسُ فِيْ أَمْرِالْهِلَالِ"، "اَلْبُدُوْرُ الْأَجِلَّةِ فِيْ أُمُوْرِ الْأَهِلَّةِ" اور زیرِ نظر رسالہ بھی شامل ہے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بدقسمتی سے کچھ لوگ شیطان کے جال میں پھنس کر شرعی اصول وضوابط سے قطع نظر محض باطل افواہوں اور غیر محقَّقہ شہادتوں کو دلیل بنا کر از خود رؤیت کا فیصلہ کر لیتے ہیں جو کہ سراسر شریعت کے منافی ہے۔

اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو شرعی اصول وضوابط کے مطابق کئے ہوئے فیصلے پر محض چاند دیکھ کر یہ بدگمانیاں کرتے نظر آتے ہیں کہ غلط فیصلہ ہوا ہے؛ کیونکہ چاند موٹا ہے پہلی کا نہیں ان کو اس حدیث مبارکہ سے درس حاصل کرنا چاہئے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''قربِ قیامت کی علامات سے ہے کہ ہلال پھولے ہوئے نکلیں گے یعنی دیکھنے میں بڑے معلوم ہوں گے۔'' ("المعجم الكبير"، الحديث: ١٠٤٥١، ج١٠، ص١٩٨) ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: ''علاماتِ قیامت سے ہے کہ چاند بے تکلف نظر آئے گا کہا جائے گا کہ دو رات کا ہے۔'' ("المعجم الأوسط"، ج٦، ص٤٥٤، الحديث: ٩٣٧٦).

اس رسالہ میں امام اہلسنّت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ رؤیت کی کونسی صورتیں شرعی اعتبار سے مقبول ہیں اور کونسی نامقبول، چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاند کے ثبوت کے 7 طریقے فقہائے کرام کے ارشادات کی روشنی میں وضاحت کے ساتھ بیان فرمائے ہیں جو شرعی اعتبار سے درست ہیں: (۱) خود چاند دیکھنے والے کی

گواہی (۲) چاند دیکھنے والوں نے اپنے چاند کے دیکھنے پر جن کو گواہ بنایا ان کی گواہی (۳) قاضی کے فیصلے پر گواہی (۴) ایک قاضی کا دوسرے قاضی کے نام خط (۵) استفاضہ (۶) مدت کا پورا ہونا (۷) علامات کے ذریعے۔ اور ساتھ ہی 7 ایسے غلط طریقوں کو جو عوام میں مروج ہیں، احادیث کریمہ اور عباراتِ فقہا کے ذریعے باطل قرار دیا ہے: (۱) حکایتِ رؤیت (۲) افواہ (۳) خطوط واَخبار (۴) تار (۵) جنتریاں (۶) قیاسات وقرائن (۷) کچھ استقرائی کچھ اختراعی قاعدے۔

اس رسالہ کا نام ''فتاویٰ رضویہ'' کے قدیم وجدید نسخوں میں ''طرق اثبات الھلال'' لکھا ہے اور سن تحریر ۱۳۲۰ ہجری درج ہے۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ عموماً آپ اپنے رسائل کے نام بھی ایسے رکھتے ہیں کہ ابجد کی رو سے وہ اپنے سن تحریر کا پتہ دیتے ہیں۔ لیکن مذکورہ نام ۱۳۲۰ ہجری کے بجائے ۱۳۱۰ ہجری کا پتہ دے رہا ہے جبکہ اگر اسے ''طریق اثبات الھلال'' لکھا جائے تو یہ اپنے سنِ تحریر کا عکاس ہے اور تلمیذِ اعلیٰ حضرت ملک العلماء مولانا ظفرالدین بہاری علیہ رحمۃ اللّٰہ الوالی نے بھی اپنی تصنیف ''حیاتِ اعلیٰ حضرت'' میں اس رسالہ کا نام ''طریق اثبات الھلال'' لکھا ہے۔ (''حیاتِ اعلی حضرت''، ج ۲، ص ۶۷، مطبوعہ مکتبہ نبویہ گنج بخش، لاہور).

اس رسالہ پر المدینۃ العلمیہ کے شعبۂ کتبِ اعلیٰ حضرت کے مدنی علمائے کرام نے تسہیل وتخریج کا کام سرانجام دیا ہے، اللہ عزوجل دعوتِ اسلامی کی تمام مجالس بشمول مجلس المدینۃ العلمیہ کو دن پچیسویں رات چھبیسویں ترقی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عمل کو زیورِ اخلاص سے آراستہ فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

مسئلہ

از بڑودہ گجرات باڑہ نواب صاحب مرسلہ نواب سید معین الدین حسن خاں بہادر ۲۵ محرم الحرام ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رؤیتِ ہلال[1] شریعت میں کس طرح ثابت ہوتی ہے؟ بحوالۂ کتب مع ترجمہ اردو جواب عطا ہو۔ بَیِّنُوا تُوْجَرُوْا[2]

الجواب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَاءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا، وَالصَّلاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ صَارَ الدِّیْنُ بِطُلُوْعِ هِلَالِهٖ بَدْرًا مُّنِیْرًا، وَعَلٰی آلِهٖ وَصَحْبِهِ الْكَامِلِیْنَ نُوْرًا وَالْمُكَمِّلِیْنَ تَنْوِیْرًا.[3]

ثبوتِ رؤیتِ ہلال کے لئے شرع میں سات طریقے ہیں:

طریق اول

خود شہادتِ رؤیت

یعنی چاند دیکھنے والے کی گواہی، ہلالِ رمضان مبارک کے لئے ایک ہی

---

(1) چاند کا دیکھنا۔

(2) بیان فرمائیے اجر پائیے

(3) سب تعریفیں اللہ کے لئے جس نے سورج کو روشن بنایا اور چاند کو نور بنایا اور درود وسلام اس ذات پر جس کے ہلال کے طلوع سے دین چودھویں کا چمکا دینے والا چاند ہوگیا اور ان کی آل اور اصحاب جو نور میں کامل ہیں اور روشنی کو مکمل کرنے والے ہیں۔

مسلمان عاقل بالغ غیر فاسق کا مُجَرَّد بیان کافی ہے کہ میں نے اس رمضان شریف کا ہلال فلاں دن کی شام کو دیکھا اگرچہ کنیز ہو اگرچہ مَسْتُوْرُ الْحَال ہو[1] جس کی عدالتِ باطنی معلوم نہیں، ظاہر حال پابندِ شرع ہے اگرچہ اس کا یہ بیان مجلسِ قضا[2] میں نہ ہوا گرچہ ''گواہی دیتا ہوں'' نہ کہے، نہ دیکھنے کی کیفیت بیان کرے کہ کہاں سے دیکھا کدھر کو تھا کتنا اونچا تھا؟ وغیر ذلك[3]، یہ اس صورت میں ہے کہ ۲۹ شعبان کو مطلع صاف نہ ہو، چاند کی جگہ اَبر یا غبار ہو، اور بحالِ صفائی مطلع اگر ویسا ایک شخص جنگل سے آیا یا بلند مکان پر تھا تو بھی ایک ہی کا بیان کافی ہو جائے گا، ورنہ دیکھیں گے کہ وہاں کے مسلمان چاند دیکھنے میں کوشش رکھتے ہیں بکثرت لوگ متوجہ ہوتے ہیں یا کاہل[4] ہیں دیکھنے کی پرواہ نہیں، بے پرواہی کی صورت میں کم سے کم دو درکار ہوں گے اگرچہ مستورالحال ہوں ورنہ ایک جماعت عظیم چاہئے کہ اپنی آنکھ سے چاند دیکھنا بیان کرے جس کے بیان سے خوب غلبۂ ظن حاصل ہو جائے کہ ضرور چاند ہوا اگرچہ غلام یا کھلے فُسَّاق ہوں، اور اگر کثرت حدِ تواتر[5] کو پہنچ جائے کہ عقل اتنے شخصوں کا غلط خبر پر اتفاق محال جانے تو ایسی خبر مسلم و کافر سب کی مقبول ہے۔

---

1 جس کا حال چھپا ہوا ہو۔

2 یعنی قاضی کے روبرو۔

3 اور اس کے علاوہ دیگر کیفیات۔

4 بے پرواہ۔

5 یعنی اتنی بڑی تعداد۔

باقی گیارہ ہلالوں کے واسطے مطلقاً ہر حال میں ضرور ہے کہ دو مرد عادل، یا ایک مرد دو عورتیں عادل، آزاد جن کا ظاہری و باطنی حال تحقیق ہو کہ پابندِ شرع ہیں قاضیِ شرع کے حضور بلفظ "أَشْھَــدُ" گواہی دیں یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے اس مہینے کا ہلال فلاں دن کی شام کو دیکھا اور جہاں قاضیِ شرع نہ ہو تو مفتیِ اسلام اس کا قائم مقام ہے جبکہ تمام اہلِ شہر سے علم فقہ میں زائد ہو اس کے حضور گواہی دیں، اور اگر کہیں قاضی و مفتی کوئی نہ ہو تو مجبوری کو اور مسلمانوں کے سامنے ایسے عادل دو مرد یا ایک مرد دو عورتوں کا بیان بےلفظ "أَشْھَــدُ" بھی کافی سمجھا جائے گا۔

ان گیارہ ہلالوں میں ہمیشہ یہی حکم ہے مگر عیدَین میں اگر مطلع صاف ہو اور مسلمان رؤیتِ ہلال میں کاہلی نہ کرتے ہوں اور وہ دو گواہ جنگل یا بلندی سے نہ آئے ہوں تو اس صورت میں وہی جماعتِ عظیم درکار ہے، اسی طرح جہاں اور کسی چاند مثلاً ہلالِ محرم کا عام مسلمان پورا اہتمام کرتے ہوں تو بحالتِ صفائیِ مطلع جب کہ شاہدَین[1] جنگل یا بلندی سے نہ آئیں ظاہراً جماعتِ عظیم ہی چاہئے کہ جس وجہ سے اس کا ایجاب[2] رمضان و عیدَین میں کیا گیا تھا یہاں بھی حاصل ہے۔

"درمختار" میں ہے:

قبل بلا دعوی و بلا لفظ "أشھد" وحکمٍ و مجلس	"اَبر وغبار کی حالت میں ہلالِ رمضان کے لئے ایک عادل یا

1 دو گواہ۔

2 قبول کرنا۔

قضاءٍ للصوم مع علّة كغيم
وغبار خبر عدل أو مستور لا
فاسقٍ اتفاقاً ولو قنّاً أو أنثى بيّن
كيفية الرؤية أو لا على
المذهب، وشرط للفطر مع
العلّة والعدالة نصاب الشهادة
و لفظ أشهد، ولو كانوا ببلدة
لا حاكمَ فيها صاموا بقول ثقة
وأفطروا بإخبار عدلين مع
العلّة للضرورة، وقبل بلا علّة
جمع عظيم يقع غلبة الظن
بخبرهم، وعن الإمام يكتفي
بشاهدين، واختاره في
"البحر"، وصحّح في الأقضية
الاكتفاء بواحد إن جاء من
خارج البلد أو كان على
مكان مرتفع، واختاره ظهير
الدين، وهلال الأضحى وبقية

مستورالحال کی خبر کافی ہے اگرچہ
غلام یا عورت ہو رؤیت کی کیفیت
بیان کرے خواہ نہ کرے، دعویٰ یا
لفظ ''أَشْهَدُ'' یا حکم یا مجلسِ
قاضی کسی کی شرط نہیں، مگر فاسق کا
بیان بالاتفاق مردود ہے، اور عید
کے لئے بحال نا صافیٔ مطلع
عدالت کے ساتھ دو مرد یا ایک
مرد دو عورت کی گواہی بلفظ
''أَشْهَدُ'' ضرور ہے اور اگر
ایسے شہر میں ہوں جہاں کوئی حاکمِ
اسلام نہیں تو بوجہ ضرورت بحال
اَبر و غبار ایک ثقہ شخص کے بیان پر
روزہ رکھیں اور دو عادلوں کی خبر پر
عید کرلیں، اور جب اَبر و غبار نہ
ہو تو ایسی بڑی جماعت کی خبر
مقبول ہوگی جس سے ظنِ غالب
حاصل ہوجائے، اور امام[1] سے

1 یعنی امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

الأشهر التسعة كالفطر على المذهب. اھ مختصراً.[1]

مروی ہوا کہ دو گواہ کافی ہیں اور اسی کو ''بحر الرائق'' میں اختیار کیا، اور کتاب الاقضیہ میں فرمایا: صحیح یہ ہے کہ ایک بھی کافی ہے اگر جنگل سے آئے یا بلند مکان پر تھا، اور اسی کو امام ظہیر الدین نے اختیار فرمایا، اور ذی الحجہ اور باقی نو مہینوں کے چاند کا وہی حکم ہے جو ہلال عید الفطر کا، اھ مختصراً''

"ردّ المحتار" میں ہے:

شرط القبول عند عدم علة في السماء لهلال الصوم أو الفطر إخبار جمع عظيم؛ لأنّ التفرّد من بين الجمّ الغفير بالرؤية مع توجههم طالبين لِما توجه هو إليه مع فرض عدم المانع ظاهر في غلطه، "بحر".

ولا يشترط فيهم العدالة،

جب آسمان صاف ہو تو ہلالِ روزہ وعید کے قبول کو جماعت عظیم کی خبر ضرور ہے اس لئے کہ بڑی جماعت کہ وہ بھی چاند دیکھنے میں مصروف تھی اس میں صرف دو ایک شخص کو نظر آنا حالانکہ مطلع صاف ہے ان دو ایک کی خطا میں ظاہر ہے ایسا ہی

1 "الدرّ"، کتاب الصوم، ج۳، ص۴۰۶-۴۱۶.

"إمـــداد" ولا الـــحـــرية، "قهستاني". (1)

"بحرالرائق" میں ہے، اور جماعت عظیم میں عدالت شرط نہیں ایسا ہی "امداد الفتاح" میں ہے، نہ آزادی شرط ہے ایسا ہی "قہستانی" میں ہے۔

قوله: "واختاره في "البحر" حيث قال: ينبغي العمل على هذه الرواية في زماننا؛ لأنّ الناس تكاسلت عن ترائي الأهلّة، فانتفى قولهم مع توجههم طالبين، وظاهر "الولوالجية" و"الظهيرية" يدل على أنّ ظاهر الرواية هو اشتراط العدد، والعدد يصدق باثنين ١ھ، وفي زماننا نشاهد تكاسل الناس فليس في شهادة الاثنين تفرد من بين الجم

اور "بحر الرائق" میں فرمایا کہ جب لوگ چاند دیکھنے میں کاہلی (2) کریں تو اس روایت پر عمل چاہیے کہ دو گواہ کافی ہیں کہ اب وہ وجہ نہ رہی کہ سب چاند دیکھنے میں مصروف تھے اور مطلع صاف تھا تو فقط اِنھیں دو کو نظر آنا بعید اَز قیاس ہے، اور "والوالجیہ" و "ظہیریہ" سے ظاہر ہوتا ہے کہ ظاہر الروایۃ میں صرف تعدّدِ گواہان کی شرط ہے اور تعدد دو سے بھی ہو گیا انتہی، اور ہمارے زمانے میں لوگوں کا کَسَل (3) آنکھوں دیکھا ہے تو دو کی

(1) "ردّ المحتار"، كتاب الصوم، ج٣، ص٤٠٩، تحت قول "الدرّ": وقيل بلا علّة.

(2) یعنی سستی۔ (3) یعنی سست پن۔

الـغـفيـر حتـى يـظهـر غـلـط الشـاهـد، فـانتـفـت علة ظاهر الـرواية فتـعيّـن الإفتـاء بالرواية الأخـــرى، وفـــي "كـــافـــي الحاكم" الذي هو جمع كلام مـحمد في كتبه ظاهر الرواية: تقبل شهادة المسلم والمسلمة عـدلاً كان أو غير عدل بعد أن يشهـد أنّـه رأى خـارج المصر أو أنّـه رآه فـي الـمصر مع علة تـمـنـع العامة من التساوى في رؤيته ١ھ، ولا مـنـافاة بينهما؛ لأنّ اشتـراط الجمع العظيم إذا كـان الشـاهـد مـن المصر في غيـر مـكـان مـرتفع، فـالثـانية مـقيدة لإطـلاق الأولـى بدليل أنّ الأولـــى عـــلـــل فيهـــا رد الشهـادة بأنّ التفرّد ظاهر في الغلط، وعلى ما في الثانية

گواہی کو یہ نہ کہیں گے کہ جمہور کے خلاف اُنھیں کو کیسے نظر آ گیا جس سے گواہ کی غلطی ظاہر ہو، تو ظاہر الروایۃ کی وجہ نہ رہی، تو اس دوسری روایت پر فتویٰ دینا لازم ہوا، اور ''کافی حاکم'' میں جس میں امام محمد کا تمام کلام کتب ظاہر الروایۃ کا جمع فرمادیا ہے یوں ہے کہ رمضان میں ایک مسلمان مرد یا عورت، عادل یا مستور الحال کی گواہی مقبول ہے جبکہ یہ گواہی دے کہ اس نے جنگل میں دیکھا یا شہر میں دیکھا اور کوئی سبب ایسا تھا جس کے باعث اوروں کو نظر نہ آیا انتہی، اور ان دونوں روایتوں میں منافات نہیں اس لئے کہ جماعت عظیم کی شرط وہاں ہے کہ گواہ شہر میں غیر مکان بلند پر ہو تو یہ پچھلی روایت اس پہلی کے اطلاق کی قید بتاتی ہے اور اس پر دلیل یہ کہ پہلی میں ایک کی

لـم تـوجد علة الرد ولهذا قال في "الـمـحيـط": فـلا يكون تفرده بالرؤية خلاف الظاهر.

قـولـه: وبـقـية الأشهـر التسعة لايـقبـل فيها إلّا شهادة رجلين أو رجل وامرأتين عدول أحرار غيـر مـحدودين كما في سائر الأحـكـام، "بـحر" عن "شرح مـختـصـر الـطحاوي" للإمام الإسبيـجابي .والـظّـاهر أنّه في الأهلة التسعة لا فرق بين الغيم والـصـحـو فـي قبـول الرجلين لـفـقـد العلة الموجبة لاشتراط الجمع الكثير وهي توجه الكلّ طـالبيـن ويؤيّده قوله: كما في سائر الأحكام ١ھ ملتقطاً.(1)

گواہی نہ ماننے کی وجہ یہ فرمائی تھی کہ تنہا اس کا دیکھنا غلطی میں ظاہر ہے اور اس پچھلی صورت یعنی جبکہ وہ جنگل میں یا بلند مکان پر تھا وہ رد کی وجہ نہ پائی گئی اس لئے ''محیط'' میں فرمایا کہ اس حالت میں تنہا اس کا دیکھنا خلاف ظاہر نہ ہوگا اور باقی نو مہینوں میں مقبول نہ ہوگی مگر گواہی دو مردوں یا ایک مرد دو عورتوں عادل آزاد کی جن پر حدِّ قذف (2) نہ لگ چکی ہو جیسے باقی تمام معاملات میں، اسی طرح ''بحر الرائق'' میں امام اسبیجابی کی ''شرح مختصر طحاوی'' سے ہے، اور ظاہر یہ ہے کہ ان نو چاندوں میں صفا و عدم صفائی مطلع کا کچھ فرق نہیں ہر حال میں دو کی گواہی قبول ہوگی کہ وہ وَجہ جو وہاں شرط جماعت عظیم کی باعث تھی کہ سب

(1) "ردّ المحتار"، كتاب الصوم، ج٣، ص ٤١٠-٤١٥.

(2) یعنی زنا کی تہمت کی حد۔

ہلال کوتلاش کرتے ہیں یہاں موجودنہیں کہ ان نومہینوں کا چاند عام لوگ تلاش نہیں کرتے ہیں اوراس کی تائیدکرتا ہے امام اسبیجابی کا وہ فرمانا کہ ان میں وہ درکار ہے جوباقی تمام معاملات میں، اھ ملتقطاً۔

''حدیقہ ندیہ''میں ہے:

إذا خلا الزمان من سلطان ذي كفاية فالأمور موكلة إلى العلماء، ويلزم الأمة الرجوع إليهم ويصيرون ولاة فإذا عسر جمعهم على واحد استقلّ كل قطر باتباع علمائه فإن كثروا فالمتبع أعلمهم فإن استووا أقرع بينهم.[1]

''جب زمانہ ایسے سلطان سے خالی ہو جو معاملاتِ شرعیہ میں کفایت کرسکے تو شرعی سب کام علماء کوسپرد ہوں گے اور مسلمانوں پر لازم ہوگا کہ اپنے ہر معاملۂ شرعیہ میں ان کی طرف رجوع کریں وہ علماء ہی قاضی و حاکم سمجھے جائیں گے پھر اگر سب مسلمانوں کا ایک عالم پر اتفاق مشکل ہوتو ہر ضلع کے لوگ اپنے علماء کا اتباع کریں اگر ضلع میں عالم کثیر ہوں تو جوسب میں زیادہ احکامِ شریعت کا علم رکھتا ہے اس کی پیروی ہوگی اور اگر علم میں برابر ہوں تو ان میں قرعہ ڈال لیں''

1 ''الحديقة الندية''، النوع الثالث من أنواع العلوم الثلاثة، ج١، ص ٣٥١.

طریق دوم

شَهَادَة عَلَى الشَّهَادَة[1]

یعنی گواہوں نے چاند خود نہ دیکھا بلکہ دیکھنے والوں نے ان کے سامنے گواہی دی اور اپنی گواہی پر انہیں گواہ کیا انہوں نے اس گواہی کی گواہی دی۔

یہ وہاں ہے کہ گواہانِ اصل حاضری سے معذور ہوں، اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ گواہِ اصل، گواہ سے کہے میری اس گواہی پر گواہ ہوجا کہ میں گواہی دیتا ہوں میں نے ماہ فلاں سنہ فلاں کا ہلال، فلاں دن کی شام کو دیکھا، گواہانِ فرع یہاں آ کر یوں شہادت دیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ فلاں بن فلاں نے مجھے اپنی اس گواہی پر گواہ کیا کہ فلاں بن فلاں مذکور نے ماہِ فلاں سنہ فلاں کا ہلال، فلاں دن کی شام کو دیکھا اور فلاں بن فلاں مذکور نے مجھ سے کہا کہ میری اس گواہی پر گواہ ہوجا۔

پھر اصل شہادتِ رؤیت میں اختلافِ احوال کے ساتھ جو اَحکام گزرے ان کا لحاظ ضرور ہے مثلاً ماہِ رمضان میں مطلع صاف تھا تو صرف ایک کی گواہی مَسْمُوع[2] نہ ہونی چاہئے جب تک جنگل میں یا بلند مکان پر دیکھنا نہ بیان کرے ورنہ ایک کی شہادت اور اس کی شہادت پر بھی صرف ایک ہی شاہد اگرچہ کنیز مستورۃ الحال ہو بس ہے، اور باقی مہینوں میں یہ تو ہمیشہ ضرور ہے کہ ہر گواہ کی گواہی پر دو مرد یا ایک مرد دو عورت عادل گواہ ہوں اگرچہ یہی دو مرد اِن دو اصل میں ہر ایک کے شاہد

---

1. یعنی گواہی پر گواہ کرنا۔
2. یعنی قابلِ سماعت۔

ہوں، مثلاً جہاں عیدین میں صرف دو عادلوں کی گواہی مقبول ہے زید وعمرو دو عادلوں نے چاند دیکھا اور ہر ایک نے اپنی شہادت پر بکر وخالد دو مرد عادل کو گواہ کر دیا کہ یہاں آ کر بکر اور خالد ہر ایک نے زید وعمرو دونوں کی گواہی پر گواہی دی کافی ہے، یہ ضرور نہیں کہ ہر گواہ کے جدا جدا دو گواہ ہوں، اور یہ بھی جائز ہے کہ اصل خود آ کر گواہی دے اور دوسرا گواہ اپنی گواہی پر دو گواہ جداگانہ کر بھیجے، ہاں یہ جائز نہیں کہ ایک گواہِ اصل کے دو گواہ ہوں اور انھیں دونوں میں سے ایک خود اپنی شہادت ذاتی بھی دے۔

''درِّمختار'' میں ہے:

الشهادة على الشهادة مقبولة وإن كثرت استحساناً في كلّ حق على الصحيح إلّا في حدّ وقود بشرط تعذر حضور الأصل بمرض أو سفر، واكتفى الثاني بغيبته بحيث يتعذر أن يبيت بأهله، واستحسنه غير واحد. وفي "القهستاني" و"السراجية": وعليه الفتوى، وأقرّه المصنف، أو كون المرأة	''گواہی پر گواہی مقبول ہے اگرچہ یکے بعد دیگرے کتنے ہی درجے تک پہنچے مثلاً گواہانِ اصل نے زید وعمرو کو گواہ بنایا انہوں نے اپنی اس شهادة على الشهادة پر بکر وخالد کو گواہ کر دیا خالد نے اپنی اس شهادة على الشهادة پر سعید وحمید کو شاہد بنالیا وَعَلٰى هٰذَا الْقِيَاس [1] اور مذہب صحیح پر یہ اَمر حدود وقِصاص [2] کے سوا ہر حق میں جائز ہے اس شرط سے کہ جس وقت

(1) اور اسی پر قیاس کرتے جاؤ۔

(2) یعنی شریعت کی طرف سے مقرر کردہ سزائیں اور بدلے۔

مخدّرة لا تخالط الرجال وإن خرجت لحاجة وحمام، "قنية" عند الشهادة عند القاضي قيد للكلّ وبشرط شهادة عدد نصاب ولو رجلا وامرأتين عن كلّ أصل ولو امرأة لا تغاير فرعي هذا وذاك. وكيفيتها أن يقول الأصل مخاطباً للفرع -ولو ابنه، "بحر"-: أشهد على شهادتي أنّي أشهد بكذا ويقول الفرع: أشهد أنّ فلاناً أشهدني على شهادته بكذا وقال لي: أشهد على شهادتي بذالك اھ مختصراً.(1)

قاضی کے حضور ادائے شہادت ہوئی اس وقت وہاں اصل گواہ کا آنا مرض یا سفر یا زَن پردہ نشین ہونے کے باعث مُتَعَذَّر ہو(2)، اور امام ابو یوسف کے نزدیک تین منزل دور ہونا ضرور نہیں بلکہ اتنی دوری کافی ہے کہ گواہی دے کر رات کو اپنے گھر نہ پہنچ سکے، بکثرت مشائخ نے اسی قول کو پسند کیا اور "قہستانی" و "سراجیہ" میں ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے مصنف نے اسے مُسلَّم رکھا، اور عورت کی پردہ نشینی یہ کہ مردوں کی مَجمَع سے بچتی ہو اگرچہ اپنی کسی ضرورت کے لئے باہر نکلے یا حمام جائے ایسا ہی "قنیہ" میں ہے، اور یہ بھی شرط ہے کہ ہر اصل گواہ اگرچہ عورت کی گواہی پر پورا نصاب شہادت

---

1 "الدرّ"، كتاب الشهادات، باب الشهادة على الشهادة، ج٨، ص٢٥٦-٢٥٨.

2 یعنی مشکل ہو۔

یعنی دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں گواہی دیں ہاں یہ ضرور نہیں کہ ہر گواہِ اصل کے دو دو جدا گانہ گواہ ہوں، اور اس کی کیفیت یہ ہے کہ گواہِ اصل گواہِ فرع سے اگرچہ وہ اس کا بیٹا ہو خطاب کر کے کہے: ''تو میری اس گواہی پر گواہ ہو جا کہ میں یہ گواہی دیتا ہوں'' اور گواہِ فرع یوں ادائے شہادت کرے کہ ''میں گواہی دیتا ہوں کہ فلاں نے مجھے اپنی اس گواہی پر گواہ کیا اور مجھ سے کہا کہ میری اس گواہی پر گواہ ہو جا۔'' اھ مختصراً

اسی کے بیانِ ہلالِ رمضان میں ہے:

وتقبل شهادة واحد على آخر كعبد وأنثى ولو على مثلهما.(1)

''ایک کی گواہی دوسرے پر مثلاً غلام یا عورت کی شہادت اگرچہ اپنے ہی جیسے پر ہلالِ رمضان میں مقبول ہے جبکہ ایک کی گواہی وہاں مسموع ہونے (2) کے قابل ہو جیسے بحالت ناصافیِ مطلع۔''

''ردّ المحتار'' میں ہے:

لو شهدا على شهادة رجل وأحدهما يشهد بنفسه أيضاً لم يجز، كذا في ''محيط السرخسي''، ''فتاوى الهندية''، ولو شهد واحد على شهادة نفسه وآخران على شهادة

''اگر دو گواہوں نے ایک مرد کی شہادت پر شہادت کی اور ان میں ایک خود بِذاتِہ گواہ ہے تو یہ جائز نہیں ایسا ہی ''فتاویٰ عالمگیری'' میں ''محیط امام سرخسی'' سے ہے، اور اگر ایک

1 ''الدرّ''، كتاب الصوم، ج٦، ص٢٣٢.
2 یعنی سنی جانے۔

غيره يصحّ، صرّح به في "البزازية" ا هـ مختصراً.[1]

نے خود گواہی دی اور دوسرے دو نے اور شخص کی شہادت پر شہادت ادا کی تو یہ درست ہے ''بزازیہ'' میں اس کی تصریح ہے۔''

''فتاویٰ عالمگیریہ'' میں ''ذخیرہ'' سے ہے:

ينبغي أن يذكر الفرع اسم الشاهدِ الأصل واسم أبيه وجدّه حتى لو ترك ذالك فالقاضي لا يقبل شهادتهما.[2]

''گواہِ فرع کو چاہیے کہ گواہِ اصل اور اس کے باپ اور دادا سب کا نام ذکر کرے یہاں تک کہ اگر اسے چھوڑ دے گا تو حاکم اس کی گواہی قبول نہ کرے گا۔''

شهادة على الشهادة میں یہ بھی ضرور ہے کہ اس کے مطابق حکم ہونے تک گواہانِ اصل بھی اہلیتِ شہادت پر باقی رہیں اور شہادت کی تکذیب[3] نہ کریں مثلاً گواہانِ فرع نے ابھی گواہی نہ دی یا دی اور اس پر ہنوز حکم نہ ہوا تھا کہ گواہانِ اصل سے کوئی گواہ اندھا یا گونگا یا مجنون یا معاذ اللہ مرتد ہوگیا یا کہا کہ میں نے تو ان گواہوں کو اپنی شہادت کا گواہ نہ کیا تھا یا غلطی سے گواہ کر دیا تھا تو یہ شہادت باطل ہوجائے گی۔

---

1. "ردّ المحتار"، كتاب الشهادات، باب الشهادة على الشهادة، ج٨، ص٢٥٧-٢٥٨.
2. "الهندية"، الباب الحادي عشر في الشهادة على الشهادة، ج٣، ص٥٢٤.
3. یعنی گواہی کے اہل رہیں اور گواہی کی تردید نہ کریں۔

”دُرِّمختار“ میں ہے:

تبطل شهادة الفرع بخروج أصله عن أهليتها كخرس وعمى وبإنكار أصله الشهادة كقولهم: ما لنا شهادة أو لم نشهدهم أو أشهدناهم وغلطنا ١ھ مختصراً۔[1]

طریق سوم

شَهَادَة عَلَى الْقَضَاء[2]

یعنی دوسرے کسی اسلامی شہر میں حاکمِ اسلام قاضی شرع کے حضور رؤیتِ ہلال پر شہادتیں گزریں اور اس نے ثبوتِ ہلال کا حکم دیا دو شاہدانِ عادل اس گواہی و حکم کے وقت حاضر دار القضاء تھے اُنھوں نے یہاں حاکم اسلام قاضی شرع یا وہ نہ ہو تو مفتی کے حضور کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں ہمارے سامنے فلاں شہر کے فلاں حاکم کے حضور فلاں ہلال کی نسبت فلاں دن کی شام کو ہونے کی گواہیاں گزریں اور حاکم موصوف نے ان گواہیوں پر ثبوتِ ہلالِ مذکور شام فلاں روز کا حکم دیا۔

”فتح القدیر شرح ہدایہ“ میں ہے:

لو شهدوا أنّ قاضي بلد كذا شهد عنده إثنان برؤية الهلال في ليلة كذا وقضى بشهادتهما جاز لهذا القاضي أن يحكم بشهادتهما؛ لأنّ

---

1 یعنی گواہِ اصل کی اہلیتِ شہادت ختم ہونے سے گواہِ فرع کی شہادت باطل ہوجائے گی جیسا کہ اصل شاہد گونگا یا نابینا ہوگیا یا گواہِ اصل شہادت کا انکار کردیں مثلاً کہیں کہ ہم نے کوئی گواہی نہیں دی، یا یوں کہیں کہ ہم نے ان کو گواہ نہیں بنایا، یا ہم نے ان کو غلطی سے گواہ بنایا۔

(”الدرّ“، كتاب الشهادات، باب الشهادة على الشهادة، ج٨، ص ٢٦٠-٢٦١).

2 یعنی قاضی کے فیصلے پر گواہی دینا۔

قضاء القاضي حجة وقد شهدوا به.[1]

اسی طرح ''فتاویٰ قاضی خاں''[2] و''فتاویٰ خلاصہ''[3] وغیرہما میں ہے۔

قلت: وقيّده في "التنوير"[4] تبعاً لـ"الذخيرة" عن "مجموع النوازل" باستجماع شرائط الدعوى، ووجّهه العلامة الشامي[5] بتوجيهين، لنا في كلّ منهما كلام حقّقناه فيما عليه علّقناه فراجعه ثمّه[6] فإنّه من الفوائد المهمة.[7]

---

1 یعنی اگر گواہوں نے گواہی دی کہ فلاں شہر کے فلاں قاضی کے پاس فلاں رات میں چاند دیکھنے پر دو آدمیوں نے گواہی دی تو قاضی نے ان کی شہادت پر فیصلہ دے دیا ہے تو اس قاضی کے لیے ان دونوں کی شہادت کی وجہ سے فیصلہ دینا جائز ہے کیونکہ قضائے قاضی حجت ہے اور انہوں نے اس پر گواہی دی ہے۔

"فتح القدير"، كتاب الصوم، فصل في رؤية الهلال، ج٢، ص٢٤٣.

2 "الخانية"، كتاب الصوم، ج١، ص٩٥.

3 "خلاصة الفتاوى"، كتاب الصوم، ج١، ص٢٤٩.

4 "التنوير"، كتاب الصوم، ج٣، ٤١٢.

5 "ردّ المحتار"، كتاب الصوم، ج٣، ص٤١٢، تحت قول "الدرّ"

6 انظر "جدّ الممتار"، كتاب الصوم، ج٣، ص٢١٩، من المقولة: ١٩٩١ إلى ١٩٩٤.

7 میں کہتا ہوں کہ ''تنویر'' میں ''ذخیرہ'' کی اتباع کرتے ہوئے ''مجموع النوازل'' کے حوالے سے نقل کرتے ہوئے یہ قید لگائی گئی ہے کہ دعویٰ کی تمام شرائط کا پایا جانا ضروری ہے، اور علامہ شامی نے اس کی دو توجیہات بیان کی ہیں ان میں سے ہر ایک میں ہمیں کلام ہے، اس کی پوری تفصیل ہم نے حاشیہ ''ردّالمحتار'' (یعنی ''جدالممتار'') میں بیان کی ہے، وہاں سے ملاحظہ کریں کیونکہ وہ اہم فوائد پر مشتمل ہے۔

طریق چہارم

کِتَابُ الْقَاضِي إِلَى الْقَاضِي

یعنی قاضیِ شرع جسے سلطانِ اسلام نے فصل مقدمات [1] کے لئے مقرر کیا
ہو اس کے سامنے شرعی گواہی گزری، اس نے دوسرے شہر کے قاضیِ شرع کے نام خط لکھا کہ میرے سامنے اس مضمون پر شہادتِ شرعیہ قائم ہوئی، اور اس خط میں اپنا اور مکتوب الیہ کا نام ونشان پورا لکھا جس سے امتیاز کافی واقع ہو، اور وہ خط دو گواہانِ عادل کے سپرد کیا کہ یہ میرا خط قاضی فلاں شہر کے نام ہے وہ باحتیاط اس قاضی کے پاس لائے اور شہادت ادا کی کہ آپ کے نام یہ خط فلاں قاضی فلاں شہر نے ہم کو دیا اور ہمیں گواہ کیا کہ یہ خط اس کا ہے اب یہ قاضی اگر اس شہادت کو اپنے مذہب کے مطابق ثبوت کے لئے کافی سمجھے تو اس پر عمل کرسکتا ہے۔ (اور بہتر یہ ہے کہ قاضی کاتب خط لکھ کر ان گواہوں کو سنا دے یا اس کا مضمون بتا دے اور خط بند کر کے ان کے سامنے سر بمہر کر دے، اور اولیٰ یہ کہ اس کا مضمون ایک کھلے ہوئے پرچے پر الگ لکھ کر بھی ان شہود [2] کو دے دے کہ وہ اسے یاد کرتے رہیں یہ آ کر مضمون پر بھی گواہی دیں کہ خط میں یہ لکھا ہے اور سر بمہر خط اس قاضی کے حوالہ کریں یہ زیادہ احتیاط کے لئے ہے، ورنہ خیر اسی قدر کافی ہے کہ دو مردوں یا ایک مرد دو عورتیں عادل کو خط سپرد کر کے گواہ کرلے اور وہ باحتیاط یہاں لا کر شہادت دیں) بغیر اس کے اگر خط ڈاک میں ڈال دیا یا اپنے آدمی کے ہاتھ بھیج دیا تو ہرگز مقبول نہیں اگرچہ وہ خط اسی قاضی کا معلوم ہوتا ہو

---

1. مقدمات کے فیصلوں۔
2. یعنی گواہوں۔

اور اس پر اس کی اور اس کے محکمہ قضا کی مہر بھی لگی ہو اور یہ بھی ضرور ہے کہ جب تک یہ خط قاضی مکتوب الیہ کو پہنچے اور وہ اسے پڑھ لے اس وقت تک کاتب زندہ رہے اور معزول نہ ہو ورنہ اگر خط پڑھے جانے سے پہلے مرگیا یا برخاست ہوگیا تو اس پر عمل نہ ہوگا اور بحالتِ زندگی یہ بھی ضرور ہے کہ جب تک مکتوب الیہ اس خط کے مطابق حکم نہ کرلے اس وقت تک کاتب عہدۂ قضا کا اہل رہے ورنہ اگر حکم سے پہلے کاتب مثلاً مجنوں یا مرتد یا اندھا ہوگیا تو بھی خط بیکار ہوجائے گا۔

''درِّمختار'' میں ہے:

القاضي يكتب إلى القاضي بحكمه، وإن لم يكن الخصم حاضراً لم يحكم، كتب الشهادة ليحكم المكتوب إليه بها على رأيه، وقرأ الكتاب عليهم أو أعلمهم بما فيه وختم عندهم وسلم إليهم بعد كتابة عنوانه وهو أن يكتب فيه اسمه واسم المكتوب إليه وشهرتهما، واكتفى الثاني بأن يشهدهم أنّه كتابه، وعليه الفتوى، ويبطل الكتاب بموت الكاتب وعزله قبل القراءة وبجنون الكاتب ورِدّته وحدّه لقذف وعمائه لخروجه عن الأهلية، وكذا بموت المكتوب إليه وخروجه عن الأهلية إلّا إذا عمّم . ولا يقبل كتاب القاضي من محكّم بل من قاض مولًى من قِبَل الإمام.(1)

(1) یعنی ایک قاضی دوسرے قاضی کی طرف حکم نامہ لکھے، اگر خصم حاضر نہ ہو تو قاضی فیصلہ نہ کرے اور گواہی لکھ لے تاکہ وہ قاضی جس کی طرف خط لکھا جا رہا ہے گواہی کے ذریعے اپنی رائے کے مطابق فیصلہ صادر کردے، اور قاضی کاتب خطِ مذکور کو شہود پر پڑھے یا انہیں اس کے مضمون سے آگاہ کردے اور اس خط پر ان کے سامنے اپنی مہر لگائے، پھر خط پر پتا لکھ کر خط ان کے حوالے کردے، پتا یوں تحریر کرے کہ خط میں اپنا اور مکتوب الیہ کا نام اور دونوں کی شہرت یعنی وہ لفظ یا لقب

''درروغرر'' میں ہے: لا يقبله أيضاً إلّا بشهادة رجلين أو رجل وامرأتين؛ لأنّ الكتاب قد يزور إذ الخط يشبه الخط والخاتم يشبه الخاتم، فلا يثبت إلّا بحجة تامة.(2)

طریق پنجم

اِستِفَاضَہ

یعنی جس اسلامی شہر میں حاکمِ شرع قاضیِ اسلام ہو کہ احکامِ ہلال اسی کے

جس سے وہ مشہور ہوں ضرور لکھے، اور امام ابو یوسف نے اس پر اکتفاء کیا ہے کہ قاضی کاتب شاہدوں کو صرف اس پر گواہ کرلے کہ وہ اس کا خط ہے فتویٰ اسی قول پر ہے، اور خط پڑھے جانے سے پہلے اگر قاضی کاتب کی موت واقع ہو جائے یا اس کی معزولی ہو جائے تو خط باطل ہو جاتا ہے، اسی طرح قاضی کاتب کے مجنون، مرتد، محدود فی القذف اور نابینا ہو جانے پر بھی خط باطل ہو جاتا ہے اس لیے کہ وہ اہلیت قضا سے نکل گیا، یونہی جس قاضی کی طرف خط لکھا گیا ہے اس کی موت سے، اور اس کے اہلیت قضاء سے نکلنے کی وجہ سے بھی خط باطل ہو جائے گا مگر اس صورت میں مکتوب الیہ قاضی کی موت سے خط باطل نہیں ہوتا جب کاتب قاضی تعمیم کردے مثلاً یوں کہہ دے کہ جو وہاں کا قاضی ہو یہ خط اس کی طرف ہے، اور خط حَکَم کی طرف سے مقبول نہیں بلکہ اس قاضی کی طرف سے مقبول ہے جو سلطان کی طرف سے معین ہو۔

"الدرّ"، كتاب القضاء، ج٨، ص١٤٨-١٥٩، ملتقطاً.

2 قاضی اول کی تحریر بھی قبول نہ ہوگی مگر دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے، اس لیے کہ تحریر میں جعلسازی ہو جاتی ہے کیونکہ تحریر دوسری تحریر کے مشابہ ہوسکتی ہے اسی طرح مُہر دوسری مُہر کے مشابہ ہوسکتی ہے پس حجت کاملہ کے بغیر تحریر کا ثبوت نہ ہوگا۔

"درر الحكام شرح غرر الأحكام"، كتاب القضاء، باب كتاب القاضي، الجزء الثاني، ص٤١٤.

یہاں سے صادر ہوتے ہیں اور خود عالم اور اِن اَحکام میں علم پر عامل وقائم یا کسی عالم دین محقق معتمد پر اعتماد کا ملتزم وملازم ہے یا جہاں قاضی شرع نہیں تو مفتی اسلام مَرجعِ عوام وَ مُتَّبَعُ الاَحکام ہو[1] کہ احکامِ روزہ وعیدین اسی کے فتویٰ سے نفاذ پاتے ہیں[2]، عوام کَالاَنعام[3] بطورِ خود عید رمضان نہیں ٹھہرا لیتے، وہاں سے متعدّ د جماعتیں آئیں اور سب یک زبان اپنے علم سے خبر دیں کہ وہاں فلاں دن بر بنائے رؤیت[4] روزہ ہوا یا عید کی گئی، مُجرَّ د بازاری افواہ کہ خبر اڑ گئی اور قائل کا پتہ نہیں، پوچھے تو یہی جواب ملتا ہے کہ سنا ہے یا لوگ کہتے ہیں، یا بہت پتہ چلا تو کسی مجہول کا انتہا درجہ منتہائے سند دو ایک شخصوں کے محض حکایت کہ انہوں نے بیان کیا اور شدہ شدہ شائع ہوگئی ایسی خبر ہرگز استفاضہ نہیں، بلکہ خود وہاں کی آئی ہوئی متعدد جماعتیں درکار ہیں جو بالاتفاق وہ خبر دیں، یہ خبر اگرچہ نہ خود اپنی رؤیت کی شہادت ہے نہ کسی شہادت پر شہادت، نہ بالتصریح قضائے قاضی پر شہادت، نہ کتابِ قاضی پر شہادت مگر اس مستفیض خبر سے بالیقین یا بہ غلبۂ ظن مُلتَحق بِالیَقِین[5] وہاں رؤیت وصوم وعید کا ہونا ثابت ہوگا، اور جب کہ وہ شہر اسلامی اور احکام وحُکّام کی وہاں پابندی دوامی ہے تو ضرور مظنون ہوگا کہ امر بحکم واقع ہوا تو اس طریق سے قضائے قاضی کہ حجت شرعیہ ہے ثابت ہوجائے گی۔

---

1. یعنی عوام کے رجوع کا مرکز ہو اور وہ جو احکام بتائے اس کی پیروی کی جاتی ہو۔
2. یعنی جاری ہوتے ہیں۔
3. یعنی بے شعور لوگ۔
4. یعنی چاند دیکھنے کی وجہ سے۔
5. یعنی یقینی طور پر یا غلبۂ ظن کے یقین کے ساتھ مل جانے کی وجہ سے۔

اور یہیں سے واضح ہوا کہ تاریخ شہر جہاں نہ کوئی قاضی شرع نہ مفتی اسلام یا مفتی ہے مگر نا اہل جسے خود احکام شرع کی تمیز نہیں جیسے آج کل کے بہت مدعیان خام کار خصوصاً وہابیہ [1] خصوصاً نامقلدین (غیر مقلدین) وغیرہم فجّار یا بعض سلیم الطبع سنی، ناقص العلم ناتجربہ کار یا مفتی محقق معتمد عالم مستند ہے مگر عوام خودسر، اس کے مُنتَظَر اَحکام نہیں پیش خویش [2] اپنے قیاساتِ فاسدہ پر جب چاہیں عید و رمضان قرار دے لیتے ہیں ایسے شہروں کی شہرت بلکہ تواتر بھی اصلاً قابل قبول نہیں کہ اس سے کسی حجت شرعیہ کا ثبوت نہ ہوا۔

''درّ مختار'' میں ہے:

شهدوا أنّه شهد عند قاضي مصر كذا شاهدان برؤية الهلال وقضى به، قضى القاضي بشهادتهما؛ لأنّ قضاء القاضي حجة، وشهدوا به، لا لو شهدوا برؤية غيرهم؛ لأنّه حكاية، نعم لو استفاض الخبر في البلدة الأخرى لزمهم على الصحيح من المذهب، "مجتبى" وغيره. [3]

---

1. نظریات میں ابن عبدالوہاب کے تابعدار۔
2. یعنی ان کے پیش نظر شرعی احکام نہیں وہ خود ہی۔
3. یعنی گواہوں نے گواہی دی کہ فلاں شہر کے قاضی کے پاس چاند دیکھنے کی فلاں دو گواہوں نے گواہی دی ہے اور قاضی نے اس پر فیصلہ صادر فرما دیا ہے تو ان کی گواہی کی بنا پر یہ قاضی بھی فیصلہ دے سکتا ہے کیونکہ قاضی کا فیصلہ حجت ہے اور اس پر گواہ موجود ہیں، البتہ اس صورت میں قاضی فیصلہ نہیں دے سکتا جب گواہی دینے والے اپنے غیر کے دیکھنے کی گواہی دیں (یعنی اِنہوں نے تو نہیں دیکھا بلکہ دوسروں کے دیکھنے کی گواہی دے رہے ہیں) اس لیے کہ یہ محض حکایت ہے، ہاں اگر خبر مستفیض ہوگئی (یعنی گروہ در گروہ نے آ کر بیان کیا کہ فلاں شہر میں چاند ثابت ہوگیا ہے) تو اِن دوسرے شہر والوں پر بھی لازم ہو جائے گا کہ اس کو تسلیم کریں، مذہبِ حنفیہ میں یہی صحیح قول ہے۔ ''مجتبیٰ'' وغیرہ
"الدرّ"، كتاب الصوم، ج٣، ص٤١٢-٤١٣، ملتقطاً.

”ردّ المحتار“میں ہے:

هـذه الاستفـاضة ليس فيها شهـادة عـلى قـضاء قاض ولا على شهادة، لكـن لـما كانت بمنزلة الخبر المتواتر، وقد ثبت بها أنّ أهل تلك البـلدة صاموا يوم كذا لزم العمل بها؛ لأنّ البلدة لا تخلو عن حاكم شرعي عادةً، فلا بـد مـن أن يكـون صومهم مبنيّاً على حكمِ حاكمهم الشرعي فكانت تلك الاستفاضه بمعنى نقل الحكم المذكور... إلخ.(1)

اسی میں ہے:

قـال الـرحمتي: معنى الاستفاضة أن تأتي من تلك البلدة جماعات متعدّدون، كل منهم يخبر عن أهل تلك البلدة أنّهم صاموا عن رؤية لا مجرّد الشيوع من غير علم بمن أشاعه، كما قد تشيع أخبار يتحدث بها سائر أهل البلدة، ولا يعلم من أشاعها كما ورد: (أَنَّ فِيُ آخِرِ الزَّمَانِ يَجُلِسُ الشَّيُطَانُ بَيُنَ الُجَمَاعَةِ فَيَتَكَلَّمُ بِالُكَلِمَةِ فَيَتَحَدَّثُوُنَ بِهَا وَيَقُولُوُنَ لَا نَدُرِيُ مَنُ قَالَهَا)، فمثل هذا لا ينبغي أن يسمع فضلاً من أن يثبت به حكم ا هـ.

(1) یعنی یہ خبرِ استفاضہ (یعنی خبر کا عام ہوجانا) جس میں قاضی کے فیصلہ پر گواہی نہیں اور نہ کسی اور گواہی پر گواہی، لیکن جب یہ خبرِ متواتر کے قائم مقام ہے اور تحقیق اس سے (یعنی خبرِ استفاضہ سے) ثابت ہوا کہ فلاں شہر والوں نے فلاں دن روزہ رکھا تو اس خبر کے پہنچنے پر دوسرے شہر والوں پر بھی عمل لازم ہوگیا اس لئے کہ عادةً (اسلامی) شہر حاکم شرع سے خالی نہیں ہوتا تو ضروری ہوا کہ اِس شہر والوں کا روزہ اُس حاکم شرعی کے حکم سے ہو، پس یہ خبرِ استفاضہ حکمِ مذکور (یعنی قاضی کے حکم) کے نقل کے معنی میں ہوگئی۔

”ردّ المحتار“، كتاب الصوم، ج٣، ص٤١٣، تحت قول ”الدرّ“: نعم... إلخ.

قلت: وهو كلام حسن ويشير إليه قول "الذخيرة": إذا استفاض وتحقق فإنّ التحقق لا يوجد بمجرد الشيوع.[1]

"تنبيه الغافل والوسنان على أحكام هلال رمضان" **میں ہے:**

لما كانت الاستفاضة بمنزلة الخبر المتواتر وقد ثبت بها أنّ أهل تلك البلدة صاموا يوم كذا لزم العمل بها؛ لأنّ المراد بها بلدة فيها حاكم شرعيّ... إلخ.[2]

---

1 امام رحمتی نے فرمایا: استفاضہ کا معنی یہ ہے کہ اُس شہر سے متعدد جماعتیں آئیں اور وہ تمام یہ اطلاع دیں کہ اُس شہر والوں نے چاند دیکھ کر روزہ رکھا ہے محض ایسی افواہ سے نہیں جس کے پھیلانے والا معلوم نہ ہو جیسا کہ اکثر ہوتا رہتا ہے کہ بہت سی خبریں شہر میں پھیل جاتی ہیں اور ان کے پھیلانے والا معلوم نہیں ہوتا جیسا کہ وارد ہے کہ "آخری زمانے میں شیطان لوگوں کے درمیان آکر بیٹھے گا اور بات کرے گا، لوگ اسے بیان کریں گے اور کہیں گے ہم نہیں جانتے یہ بات کس نے کہی"، تو اس طرح کی باتیں سُننا ہی مناسب نہیں چہ جائیکہ ان سے حکم ثابت کیا جائے اھ، میں کہتا ہوں: یہ کلام بہت اچھا ہے اور اسی کی طرف ذخیرہ کے قول میں اشارہ ہے کہ "جب خبر مشہور اور ثابت ہو"، پس ثبوت محض افواہ کی بنا پر نہیں ہوتا۔

"ردّ المحتار"، كتاب الصوم، ج٣، ص٤١٣، تحت قول "الدرّ": نعم... إلخ.

2 جب چاند نظر آنے کی خبر، خبرِ متواتر کی طرح مشہور ہو، اور اس سے ثابت ہو جائے کہ فلاں شہر کے لوگوں نے چاند نظر آنے پر روزہ رکھا ہے تو ایسی خبر پر عمل لازم ہوگا کیونکہ اس سے وہ شہر مراد ہوگا جس میں حاکمِ شرعی ہو، الخ۔

"مجموعة رسائل ابن عابدين"، الرسالة: تنبيه الغافل والوسنان، الجزء الأول، ص٢٥٢.

دربارۂ استفاضہ یہ تحقیق علامہ شامی کی ہے اوراس تقدیر پر وہ شرائط ضرور ہیں کہ صوم وعید بر بنائے حکمِ حاکمِ شرع عالم متبعِ احکام ہوا کرتا ہو، اورایک صورت یہ بھی متصور کہ دوسرے شہر سے جماعاتِ کثیرہ آئیں اورسب بالاتفاق بیان کریں کہ وہاں ہمارے سامنے عام لوگ اپنی آنکھ سے چاند دیکھنا بیان کرتے تھے جن کا بیان مورثِ یقینِ شرعی تھا، ظاہراً اس تقدیر پر وہاں کسی ایسے حاکم شرع کا ہونا ضرور نہیں کہ رؤیت فِي نَفْسِهَا حجتِ شرعیہ ہے؛

لقولہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم: ((صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهِ وَافْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهِ)).[1]

جب جماعت تواتر، جماعت تواتر سے ان کی رؤیت کی ناقل ہے تو رؤیت بالیقین ثابت ہوگئی اورشہادت کی حاجت نہ رہی کہ اِثباتِ احکام میں تواتر بھی قائم مقام شہادت بلکہ اس سے اقویٰ ہے کہ شہادت برخلاف تواتر آئے تو رَد کردی جائے اورنفی پر تواتر مقبول ہے اورشہادت نامسموع۔[2]

''عالمگیریہ'' میں ''محیط'' سے ہے:

إن وجد كلّهم غير ثقات يعتمد على ذالك بتواتر الأخبار.[3]

---

1 یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے اس فرمان کی وجہ سے کہ '' چاند دیکھنے پر روزہ رکھواور چاند دیکھنے پر افطار کرو یعنی عید کرو۔

"صحيح البخاري"، كتاب الصوم، باب قول النبي ﷺ: إذا رأيتم الهلال فصوموا، الحديث:١٩٠٩، ج١، ص٦٣٠.

2 یعنی ناقابلِ سماعت۔

3 یعنی اگر وہ تمام غیر ثقہ ہوں تب بھی تواترِ خبر کی بناپر اعتماد کیا جائے گا۔

("الهندية"، الباب الثاني عشر في الجرح والتعديل، ج٣، ص٥٢٩).

''درّمختار''میں ہے:

شهادة النفي المتواتر مقبولة [1]

"ردّ المحتار"میں ہے:

في "النوادر" عن الثاني: شهدا عليه بقول أو فعل يلزم عليه بذلك إجارة أو بيع أو كتابة أو طلاق أو عتاق أو قتل أو قصاص في مكان أو زمان أو صفات فبرهن المشهود عليه أنّه لم يكن ثمّه يومئذ لا تقبل، لكن قال "المحيط" في الحادي والخمسين: إن تواتر عند الناس وعلم الكل عدم كونه في ذلك المكان والزمان لا تسمع الدعوى ويقضى بفراغ الذمة لأنّه يلزم تكذيب الثابت بالضرورة. [2]

---

1 یعنی نفی متواتر کی گواہی مقبول ہے۔

"الدرّ"، كتاب الشهادة، باب القبول وعدمه، ج٢، ص٩٨.

2 یعنی''نوادر''میں امام ابو یوسف سے ہے کہ دو گواہوں نے کسی کے خلاف اس کے قول یا فعل پر گواہی دی تو اس گواہی سے مدعا علیہ پر اجارہ یا بیع یا کتابت یا طلاق یا آزاد یا قتل یا قصاص زمان یا مکان یا صفات میں لازم ہو جائے گا، اور اگر مشہود علیہ گواہ قائم کردے کہ وہ اس وقت وہاں موجود نہیں تھا تو اس کی بات قبول نہ کی جائے گی، لیکن''محیط''میں ۵۱ نمبر میں فرمایا:''اگر لوگوں کے نزدیک متواتر سے ثابت ہو اور ہر ایک جانتا ہو کہ یہ شخص اس وقت اس مکان وزمان میں موجود نہ تھا تو اب دعویٰ نہ سنا جائے گا اور اسے بریٔ الذمہ قرار دیا جائے گا اس لیے کے ثابت بالضرورت کی تکذیب لازم ہوگی۔

"ردّ المحتار"، كتاب القضاء، ج٨، ص٢٤٤، تحت قول "الدرّ": شهادة النفي المتواترة مقبولة.

''عقود الدریہ'' میں ''فتاویٰ صغریٰ'' سے ہے:

البیّنة إذا قامت على خلاف المشهور المتواتر لا تقبل وهو أن يشتهر ويسمع من قوم كثير لا يتصوَّر اجتماعهم على الكذب.[1]

کلامِ علماء مثلاً قولِ مذکور ''درِّ مختار'' کے: لو استفاض الخبر في البلدة الأخرى[2] اور قولِ ''ذخیرہ'': "قال شمس الأئمة الحلواني: الصحيح من مذهب أصحابنا أنّ الخبر إذا استفاض وتحقق فيما بين أهل البلدة الأخرى يلزمهم حكم هذه البلدة"،[3] وغیر ذلك بلاشبہ اس صورت کو بھی شامل. والله تعالى أعلم بأحكامه.[4]

طریق ششم

اِکمالِ عدت

یعنی جب ایک مہینہ کے تیس دن کامل ہو جائیں تو ماہِ متصل کا ہلال آپ ہی

---

1 یعنی جب مشہور متواتر کے خلاف گواہ قائم ہوں تو انکی گواہی قبول نہیں، اور وہ (مشہور متواتر) وہ خبر ہے کہ ایسی کثیر قوم سے مشہور ہو جائے اور سنی جائے جن کا جھوٹ پر جمع ہونا متصور نہ ہو۔

"العقود الدرية"، كتاب الشهادة ومطالبه، ص ٣٦١.

2 یعنی اگر دوسرے شہر میں خبر مشہور ہو جائے۔

"الدرّ"، كتاب الصوم، ج٣، ص ٤١٢-٤١٣.

3 یعنی شمس الائمہ حلوائی نے کہا کہ ہمارے احناف کا صحیح مسلک یہ ہے کہ بے شک خبر جب مشہور اور متحقق ہو جائے دوسرے شہر والوں کے درمیان تو اس شہر والوں پر بھی وہ حکم لازم ہو جاتا ہے۔

انظر "ردّ المحتار"، كتاب الصوم، ج٣، ص٤١٣، تحت قول "الدرّ": نعم... إلخ.

4 اور ان احکام کا سب سے بہتر علم اللہ کو ہے۔

ثابت ہوجائے گا اگرچہ اس کے لئے رؤیت، شہادت، حکم، استفاضہ وغیرہ کچھ نہ ہوکہ مہینہ تیس سے زائد کا نہ ہونا یقینی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِيْنَ)) رواه الشيخان عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما.(1)

''اگر اونتیس کو مطلع صاف نہ ہو تو تیس کی گنتی پوری کرلو۔''

یہ طریقہ صفائی مطلع کی حالت میں کافی ہے اگرچہ ہلال نظر نہ آئے جب کہ گزشتہ ہلال رؤیتِ واضحہ یا دو گواہانِ عادل کی شہادت سے ثابت ہولیا ہو، ہاں اگر ایک گواہ کی شہادت پر ہلالِ رمضان مان لیا اور اس حساب سے تیس دن آج پورے ہوگئے اور اب مطلع روشن ہے اور عید کا چاند نظر نہیں آتا تو یہ اکمالِ عدت کافی نہ ہوگا بلکہ صبح ایک روزہ اور رکھیں کہ اگلے ہلال کا ثبوت حجت تامہ سے نہ تھا اور باوصف صفائی مطلع تیس کے بعد بھی چاند نظر نہ آنا صاف گواہ ہے کہ اس گواہ نے غلطی کی اور جب کہ وہ ہلال حجت تامہ دو گواہانِ عادل سے ثابت تھا تو آج باوصف صفائی مطلع نظر نہ آنا اس پر محمول ہوگا کہ ہلال بہت باریک ہے اور کوئی بخار قلیل المقدار خاص اسی کے سامنے حاجب ہے جسے صفائی عامۂ افق کے سبب نظر صفائی مطلع گمان کرتی ہے یا اس کے سوا کوئی اور مانع خفی خلاف معتاد ہے، ہاں اگر آج ابر و غبار ہے تو مطلقاً تیس پورے کرکے عید کرلیں گے اگرچہ ہلال رمضان ایک ہی شاہد کی شہادت سے مانا ہوکہ

---

(1) اس حدیث کو بخاری و مسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

"صحيح البخاري"، كتاب الصوم، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: اذا رأيتم الهلال فصوموا، الحديث: ١٩٠٧، ج١، ص٦٢٩.

اب اس کی غلطی ظاہر نہ ہوئی۔

''تنویر'' میں ہے:

بعد صوم ثلاثين بقول عدلين حلّ الفطر وبقول عدل لا.[1]

''درمختار'' میں ہے:

نقل ابن الكمال عن "الذخيرة" أنّه إن غمّ هلال الفطر حل اتفاقاً... إلخ[2]، وتمام تحقيقه في "ردّ المحتار" وما علّقنا عليه.[3]

طریق ہفتم

علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے توپیں سننے کو بھی حوالی شہر کے دیہات والوں کے واسطے دلائلِ ثبوت ہلال سے گنا۔

ظاہر ہے کہ یہاں بھی وہی شرائط مشروط ہوں گے کہ اسلامی شہر میں حاکمِ شرع معتمد کے حکم سے اونتیس کی شام کو توپوں کے فیر (فائر) صرف بحالت ثبوت شرعی رؤیتِ ہلال ہوا کرتے ہوں، کسی کے آنے جانے کی سلامی وغیرہ کا اصلاً احتمال نہ ہو، ورنہ شہر اگرچہ اسلامی ہو مگر وہاں احکامِ شرعیہ کی قدر نہیں، احکام جہال بے خرد (خِ رَد)

1. دو عادل گواہوں کے قول سے رمضان کے روزے تیس ہو جانے کے بعد عید الفطر جائز ہے اور ایک عادل کی شہادت پر جائز نہیں۔ "تنوير الأبصار"، كتاب الصوم، ج٣، ص٤١٣.
2. "الدرّ"، كتاب الصوم، ج٣، ص٤١٤.
3. ابن کمال نے ''ذخیرہ'' سے نقل کیا ہے کہ اگر عید الفطر کا چاند ابر آلود ہُو تو بالاتفاق عید منانا جائز ہے، الخ، اس کی مکمل تحقیق ''ردالمحتار'' اور اس پر ہمارے حاشیہ (''جدالممتار'') میں ہے۔ انظر "جد الممتار"، كتاب الصوم، ج٣، ص٢٣٠، المقولة: ٢٠١٦.

یا نیچری، رافضی، وغیرہم بدمذہبوں کے حوالے ہیں جنہیں نہ قواعدِ شرعیہ معلوم نہ انکے اتباع کی پرواہ، اپنی رائے ناقص میں جو آیا اس پر حکم لگادیا، توپیں چل گئیں، تو ایسی بےسروپا باتیں کیا قابل لحاظ ہوسکتی ہیں، کما لا یخفی۔(جیسا کہ مخفی نہیں)

پھر جہاں کی توپیں شرعاً قابلِ اعتماد ہوں ان پر عمل اہلِ دیہات ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ عندالتحقیق خاص اس شہر والوں کو بھی ان پر اعتماد سے مفر نہیں کہ حاکم شرع کے حضور شہادتیں گزرنا اس کا ان پر حکم نافذ کرنا ہر شخص کہاں دیکھتا سنتا ہے، بحکم حاکم اسلام اعلانِ عام کے لئے ایسی ہی کوئی علامت معہودہ معروفہ قائم کی جاتی ہے جیسے توپوں کے فیر یا ڈھنڈورا وغیرہ۔

اقول: یہیں سے ظاہر ہوا کہ ایسے اسلامی شہر میں منادی پر بھی عمل ہوگا حتی کہ اس کی عدالت بھی شرط نہیں جب کہ معلوم ہو کہ بے حکمِ سلطانی ایسا اعلان نہیں ہوسکتا۔

''عالمگیریہ'' میں ہے:

خبر منادي السلطان مقبول عدلاً كان أو فاسقاً كذا في "جواهر الأخلاطي".[1]

''ردّ المحتار'' میں ہے:

قلت: والظّاهر أنّه يلزم أهل القرى الصوم بسماع المدافع أو رؤية القناديل من المصر؛ لأنّه علامة ظاهرة تفيد غلبة الظن، وغلبة الظنّ حجة

---

1 یعنی بادشاہ کے منادی کی خبر مقبول ہے منادی خواہ عادل ہو یا فاسق، اسی طرح ''جواہر الاخلاطی'' میں ہے۔ "الهندية"، كتاب الكراهية، ج٣، ص٣٠٩.

موجبة للعمل كما صرّحوا به واحتمال كون ذلك لغير رمضان بعيد؛ إذ لا يفعل مثل ذلك عادة في ليلة الشك إلّا لثبوت رمضان.[1]

''منحۃ الخالق'' میں ہے:

لم يذكروا عندنا العمل بالأمارات الظاهرة الدالة على ثبوت الشهر كضرب المدافع في زماننا، والظاهر وجوب العمل بها على من سمعها ممن كان غائباً عن المصر كأهل القرى ونحوها كما يجب العمل بها على أهل المصر الذين لم يروا الحاكم قبل شهادة الشهود، وقد ذكر هذا الفرع الشافعية، فصرح ابن حجر في "التحفة" أنّه يثبت بالأمارة الظاهرة الدالة التي لا تتخلف عادة كرؤية القناديل المعلقة بالمنائر، قال: ومخالفة جمع في ذلك غير صحيحة ا هـ.[2]

1 میں کہتا ہوں: اور ظاہری یہی ہے کہ اہلِ دیہات پر شہر سے توپوں کی آواز آنے اور قندیلوں کو دیکھنے سے روزہ لازم ہوجاتا ہے کیونکہ یہ علامتِ ظاہرہ ہے جو غلبۂ ظن کا فائدہ دیتا ہے اور غلبۂ ظن حجت ہے جو عمل کو واجب کرتا ہے جیسا کہ فقہاء نے اس کی تصریح کی ہے، اور اس کا رمضان کے علاوہ کے لیے ہونے کا احتمال بعید ہے کیونکہ عادۃً شک کی رات میں یہ عمل ثبوت رمضان کے علاوہ کسی اور کام کے لیے نہیں ہوتا۔ "ردّ المحتار"، كتاب الصوم، ج٣، ص٤٠٨، تحت قول "الدر": بلدة.

2 ہمارے نزدیک علماء نے اُن علاماتِ ظاہرہ کے ذریعے جو ثبوتِ ماہ پر دلالت کرتی ہیں پر عمل کرنے کو ذکر نہیں کیا مثلاً ہمارے زمانے میں توپوں کا چلنا، اور ظاہر یہ ہے کہ اس کے ذریعے عمل کرنے کا وجوب اس شخص پر ہے جس نے شہر سے باہر اس آواز کو سنا جس طرح کہ دیہات اور اسی کے مثل دوسرے مقامات پر رہنے والا، جیسا کہ اس کے ذریعے عمل کرنا ان شہر والوں پر واجب ہوتا ہے جنہوں نے حاکم کو گواہوں کی گواہی سے پہلے نہیں دیکھا، اور تحقیق اس فرع کو شوافع نے ذکر کیا، پس امام ابن حجر نے ''تحفہ'' میں تصریح کی ہے کہ روزے کا ثبوت ان علاماتِ ظاہرہ سے ہوجاتا ہے جو عادۃً اس موقع پر معروف ہوں جیسا کہ مناروں پر معلق روشن قنادیل کو دیکھنا، اور کہا کہ ایک جماعت نے اس کی مخالفت کی ہے جو صحیح نہیں اھ۔ "منحة الخالق"، كتاب الصوم، ج٢، ص٤٧٢.

تنبیہ

دربارۂ ہلالِ غیر رمضان وشوال جہاں دوسرے شہر کی رؤیت سے یہاں حکم ثابت کیا جائے جیسے دوم سے پنجم تک چار طریقوں میں ان کے بارے میں علامہ شامی رحمہ اللہ تعالٰی کی رائے یہ ہے کہ اگر وہ دوسرا شہر اس شہر سے اس قدر مغرب کو نہ ہٹا ہو جس کے باعث رؤیتِ ہلال میں اختلاف پڑ سکے جب تو وہ طریقے ہر ہلال میں کام دیں گے ورنہ غیر رمضان وشوال میں معتبر نہ ہوں گے، یعنی اگر وہ شہر اس شہر سے اتنا غربی ہے جس کی مقدار بعض علماء نے یہ رکھی ہے کہ بہتر [۷۲] میل یا زیادہ اس کا طول شرقی اس کے طول شرقی سے کم ہو اور وہاں کی رؤیت ہلال ذی الحجہ پر مثلاً شہادت یا شهادة على الشهادة یا شهادة على القضا گزری، یا كتاب القاضي یا خبر متواتر آئی تو یہاں اس پر عمل نہ ہوگا بلکہ اپنے ہی شہر یا اس کے قریب مواضع یا شرقی بلاد سے اگرچہ کتنے ہی فاصلے پر ہوں ثبوت آنے پر مدار رکھیں گے اور نہ ملا تو تیس کی گنتی پوری کریں گے۔

"ردّ المحتار" میں فرمایا:

يفهم من كلامهم في كتاب الحج أنّ اختلاف المطالع فيه معتبر، فلا يلزمهم شيء لو ظهر أنّه رؤي في بلدة أخرى قبلهم بيوم، وهل يقال كذلك في حق الأضحية لغير الحجاج؟ لم أره، والظاهر نعم، لأنّ اختلاف المطالع إنّما لم يعتبر في الصوم لتعلقه بمطلق الرؤية وهذا بخلاف الأضحية، فالظاهر أنّها كأوقات الصلاة يلزم كل قوم العمل بما عندهم فتجزئ الأضحية في اليوم الثالث عشر [1] وإن كان على رؤيا

1 لا يخفى أنّ الثالث والرابع عشر وقعا سهواً وإنّما مقصوده -رحمه اللّٰه تعالى- الثاني والثالث عشر. ١٢ منه قدس سره.

غيرهم هو الرابع عشر.(1)

اقول مگر صحیح اس کے خلاف ھے

کلامِ علماء صاف مطلق وعام اور اس تخصیص میں بوجوہ کلام؛ فـإنّ رسـول اللّٰہ صـلـی اللّٰہ عـلیـه و سلم علّل إسقاط اعتبار الحساب: ((بأَنَّا أُمَّةٌ أُمِّيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ)) كما رواه الشيخان وأبو داود والنسائي وغيرهم عن ابن عمر رضي اللّٰه تعالى عنهما (2)، وهذه العلّة تعمّ الأهلة وهذا وإن كان خلاف القياس فلا يمتنع الإلحاق به دلالة، وإن امتنع قياساً كما قد نصّ عليه العلماء ومنهم العلامة الشامي في نفس هذا الكتاب (3) ولا شك أنّ

یعنی شامی میں تیرہ اور چودہ تاریخ کا ذکر سہواً ہوا جبکہ مقصد بارہویں اور تیرہویں تاریخ کا بیان ہے۔ (انظر" الفتاوى الرضوية"، ج ٢٠، ص٣٥٨).

1 کتاب الحج میں فقہاء کے کلام سے سمجھ آتا ہے کہ حج میں اختلافِ مطالع کا اعتبار ہے لہٰذا اگر یہ ظاہر ہوا کہ فلاں شہر میں ایک دن پہلے چاند دیکھا گیا تو حجّاج پر کوئی شے لازم نہ ہوگی، اور کیا یہی بات غیر حجاج کے لیے قربانی کے بارے میں کہی جاسکتی ہے؟ میرے مطالعہ میں اس کا جواب نہیں آیا لیکن ظاہر یہی ہے کہ معتبر ہے اس لیے کہ روزہ میں اختلافِ مطالع کا اعتبار اس لیے نہیں کیا جاتا کہ اس کا تعلق مطلق رؤیت سے ہے اور یہ قربانی کے برخلاف ہے، پس ظاہر یہ ہے کہ قربانی کا معاملہ اوقاتِ نماز کی طرح ہے ہر قوم پر اپنے اپنے وقت کے مطابق عمل کرنا لازم ہوگا، پس تیرہویں دن میں قربانی کفایت کرے گی اگر چہ ان کے غیر کی رؤیت کے مطابق وہ چودھواں دن ہو۔

"ردّ المحتار"، كتاب الصوم، ج٣، ص٤١٨-٤١٩، تحت قول "الدرّ": على ظاهر المذهب.

2 "صحيح البخاري"، كتاب الصوم، باب قول النبي ﷺ: لا نكتب ولا نحسب، الحديث:١٩١٣، ج١، ص٦٣١.

3 انظر "ردّ المحتار"، كتاب الصوم، ج٣، ص٤٠٩، تحت قول "الدرّ": وقيل بلا علّة.

ذا الحجة كالفطر سواء بسواء، وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((اَلْفِطْرُ يَوْمَ يُفْطِرُ النَّاسُ وَالْأَضْحَى يَوْمَ يُضَحِّي النَّاسُ)) (1)، أخرجه الترمذي بسند صحيح عن أم المؤمنين الصديقة رضي الله تعالى عنها، وقال صلى الله تعالى عليه وسلم: ((فِطْرُكُمْ يَوْمَ تُفْطِرُوْنَ وَأَضْحَاكُمْ يَوْمَ تُضَحُّوْنَ))، رواه أبو داود والبيهقي (2) بسند صحيح عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه. (3)

ثم أقول: هذا كلّه كلام معه على تسليم أنّ النوط بالرؤية إنّما

---

1 "سنن الترمذي"، كتاب الصوم، باب ما جاء في الفطر، الحديث: ٨٠٢، ج٢، ص٢١٢.

2 "سنن أبي داود"، كتاب الصوم، باب اذا أخطأ القوم الهلال، الحديث: ٢٣٢٤، ج٢، ص٤٣٤. و"السنن الكبرى"، كتاب صلاة العيدين، الحديث: ٦٢٨٥، ج٣، ص٤٤٣.

3 یعنی بے شک رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حساب و کتاب کے اعتبار کو ساقط کرنے کی یہ علّت بیان فرمائی کہ ہم اُمّی لوگ ہیں نہ لکھتے ہیں نہ حساب کرتے ہیں، جیسا کہ بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی وغیرہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسے روایت کیا، اور یہ علّت تمام چاندوں کو شامل ہے اگرچہ قیاس کے مخالف ہے پس دلالۃً الحاق سے مانع نہیں اگرچہ قیاساً مانع ہے جیسا کہ اس پر علماء نے تصریح کی ہے اور ان میں سے خود اس کتاب میں امام شامی نے بھی تصریح کی ہے، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ذی الحجہ کا چاند بعینہٖ فطر کے چاند کے مطابق ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ فطر کا دن وہی ہے جس دن لوگوں نے افطار کیا اور قربانی اسی دن ہے جس دن لوگوں نے قربانی دی۔ ترمذی نے اسے صحیح سند کے ساتھ اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے: ''تمہاری فطر کا دن وہ ہے جس میں تم افطار کرو، اور تمہاری اَضحیٰ کا دن وہ ہے جس میں تم قربانی کرو۔ اسے ابوداؤد اور بیہقی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

ورد في الصّوم والفطر وليس كذلك بل قد ثبت كذلك في الأضحيّة، فقد أخرج أبو داود والدار قطني عن أمير مكة الحارث بن حاطب رضي الله تعالى عنه، قال: ((عَهِدَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَنْسُكَ لِلرُّؤْيَةِ فَإِنْ لَمْ نَرَهُ وَشَهِدَ شَاهِدَا عَدْلٍ نَسَكْنَا بِشَهَادَتِهِمَا))، قال الدار قطني: هذا إسناد متصل صحيح[1] فانقطع مبنى البحث من رأسه واستبان الحق ولله الحمد[2].

أمّا ما تمسك به من مسئلة الحج **فأقول:** لا حجة فيها فإنّها فيما أرى لدفع الحرج العظيم، ونظيره ما في "التنوير" و"الدرّ" [3] تبيّن أنّ الإمام صلى بغير طهارة تعاد الصلاة دون الأضحيّة، لأنّ من العلماء من قال: لا يعيد الصلاة إلاّ الإمام وحده، فكان للإجتهاد فيه مساغ، "زيلعي" كما لو شهدوا أنّه يوم العيد، فصلّوا ثم ضحّوا، ثم بان أنّه يوم عرفة

---

1 "سنن أبي داود"، كتاب الصوم، الحديث: ٢٢٣٨، ج٢، ص ٤٣٩.
و"الدارقطني"، كتاب الصيام، باب الشهادة على روية الهلال، الحديث: ٢١٧١، ج٢، ص ٢١٠.

2 پھر میں کہتا ہوں: یہ تمام کلام اس صورت میں ہے جب یہ تسلیم ہو کہ رؤیت پر مدار صرف صوم اور فطر کے بارے میں وارد ہوا ہے حالانکہ ایسی بات نہیں بلکہ اس طرح کا ثبوت تو قربانی میں بھی ہے، پس امام ابوداؤد اور دار قطنی نے امیر مکہ حضرت حارث بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہتے ہیں کہ: ''ہم سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس بارے میں یہ عہد لیا تھا کہ ہم چاند دیکھنے کی بناء پر قربانی کریں پس اگر ہم چاند نہ دیکھ سکیں اور دو عادل آدمی گواہی دے دیں تو ان کی شہادت کی بناء پر قربانی کریں''۔ دار قطنی نے فرمایا: اسکی سند متصل صحیح ہے، تو بحث کی بنیاد ہی ختم ہوگئی اور حق واضح ہوگیا، اور تعریف اللہ ہی کے لیے ہے۔

3 "انظر الدرّ"، كتاب الأضحية، ج٩، ص٥٢٩-٥٣٠.

أجزأتهم الصلاة والتضحية؛ لأنّه لا يمكن التحرّز عن مثل هذا الخطأ، فيحكم بالجواز صيانة لجمع المسلمين، "زيلعي" اهـ ملخصّاً مصحّحاً.

ثم رأيت بحمد اللّٰه التصريح به في "اللباب"[2] و"شرحه"[3] بل في نفس الشرح المتعلّق به "ردّ المحتار" حيث قال[4]: شهدوا بعد الوقوف بوقوفهم بعد وقته لا تقبل شهادتهم والوقوف صحيح استحساناً حتى الشهود للحرج الشديد ... إلخ. فقد ظهر الحق، والحمد للّٰه ربّ العالمين.[5]

---

2 "اللباب"، كتاب الحج، باب الوقوف، ص ٢١١.

3 "المسلك المتقسط"، كتاب الحج، باب الوقوف، ص ٢١١.

4 "انظر "الدرّ"، كتاب الحج، باب الهدى، ج ٤، ص ٥٠.

5 رہا معاملہ مسئلہ حج سے استدلال کا تو میں کہتا ہوں کہ اس میں کوئی دلیل نہیں کیونکہ میرے خیال کے مطابق حج کا مسئلہ دفعِ حرجِ عظیم پر مبنی ہے اور اس کی نظیر تنویر اور در میں ہے کہ اگر ظاہر ہوا امام نے بغیر طہارت کے نماز پڑھائی تو نماز لوٹائی جائے گی نہ کہ قربانی؛ کیونکہ بعض علماء نے یہ فرمایا کہ نماز کا اعادہ صرف امام ہی کرے گا، تو اب یہ مسئلہ اجتہادی قرار پایا، ''زیلعی''۔
جیسا کہ گواہوں نے گواہی دی کہ یہ عید کا دن ہے، پس لوگوں نے نماز پڑھی پھر قربانی دی پھر ظاہر ہوا کہ یہ عرفہ کا دن تھا تو نماز اور قربانی دونوں انہیں کفایت کرے گی؛ کیونکہ ایسی غلطی سے بچنا ممکن نہیں، پس مسلمانوں کے اجتماع کے تحفظ کے پیشِ نظر جواز کا حکم لگایا جائے گا۔ ''زیلعی'' اھ **ملخصاً مصححاً۔**
پھر میں نے بحمد اللہ "اللباب" اور اس کی شرح، بلکہ نفسِ شرح جس کے ساتھ ''ردالمحتار'' متعلق ہے اس میں تصریح دیکھی جب انہوں نے کہا کہ: اگر گواہوں نے وقوفِ عرفہ کے بعد گواہی دی کہ یہ وقوف وقت کے بعد ہوا ہے تو ان کی گواہی قبول نہ کی جائے گی، اور حاجیوں کا وقوف استحساناً صحیح ہوگا یہاں تک کہ گواہوں کا وقوف بھی صحیح ہوگا حرجِ عظیم کی وجہ سے، الخ، تو اب حق ظاہر ہوگیا، اور تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں۔

غرض ثبوتِ ہلال کے شرعی طریقے یہ ہیں، ان کے سوا جس قدر طرق لوگوں نے ایجاد کئے محض باطل ومخذول ونا قابلِ قبول ہیں، خیالاتِ عوام کا حصر کیا ہو مگر آج کل جہال میں غلط طریقے جوزیادہ رائج ہیں وہ بھی سات ہیں:

یکم حکایت رؤیت: یعنی کچھ لوگ کہیں سے آئے اور خبر دی کہ وہاں فلاں دن چاند دیکھا گیا، وہاں کے حساب سے آج تاریخ یہ ہے، ظاہر ہے کہ یہ نہ شہادتِ رؤیت ہے کہ انہوں نے خود نہ دیکھا، نہ شہادة علی الشہادة کہ دیکھنے والے ان کے سامنے گواہی دیتے اور اُنھیں اپنی گواہیوں کا حامل بناتے، اور یہ حسب قواعدِ شرعیہ یہاں شہادت دیتے، بلکہ مجرد حکایت جس کا شرع میں اصلاً اعتبار نہیں اگر چہ یہ لوگ بھی ثقہ معتمد ہوں اور جن کا دیکھنا بیان کریں وہ بھی ثقہ مستند ہوں نہ کہ جُہّال، جہال میں تو یہ رائج ہے کہ کوئی آئے کیسا ہی آئے کسی کے دیکھنے کی خبر لائے اگر چہ خود اس کا نام بھی نہ بتائے بلکہ سرے سے اس سے واقف ہی نہ ہو ایسی مہمل خبروں پر اعتماد کر لیتے ہیں۔

''فتح القدیر'' و ''بحرالرائق'' و ''عالمگیریہ'' وغیرہا میں ہے:

لو شهد جماعة أنّ أهل بلدة كذا رأوا هلال رمضان قبلكم بيوم فصاموا وهذا اليوم ثلاثون بحسابهم ولم ير هؤلاء الهلال لا يباح فطر غد، ولا ترك التراويح في هذه الليلة؛ لأنّهم لم يشهدوا بالرؤية ولا على شهادة غيرهم وإنّما حكوا رؤية غيرهم.(1)

(1) یعنی اگر کسی جماعت نے گواہی دی کہ فلاں شہر کے لوگوں نے تم سے ایک دن پہلے رمضان کا چاند دیکھ لیا پس انہوں نے روزہ رکھ لیا درحالانکہ یہ دن اُن کے حساب سے تیسواں بنتا تھا اور ان لوگوں نے چاند نہیں دیکھا تھا تو ان کے لیے آئندہ دن افطار کی اجازت نہیں اور نہ ہی اس رات تراویح چھوڑ سکتے ہیں اس لیے کہ گواہوں نے نہ تو رؤیت پر گواہی دی اور نہ ہی اپنے غیر کی گواہی پر

دوم افواہ: شہر میں خبر اڑ جاتی ہے کہ فلاں جگہ چاند ہوا، جاہل اسے تواتر واستفاضہ سمجھ لیتے ہیں حالانکہ جس سے پوچھیے سنی ہوئی کہتا ہے، ٹھیک پتہ کوئی نہیں دیتا، یا منتہائے سند صرف دو ایک شخص ہوتے ہیں، اسے استفاضہ سمجھ لینا محض جہالت ہے، اس کی صورتیں وہ ہیں جو ہم نے طریق پنجم میں ذکر کیں۔

''منحۃ الخالق'' حاشیہ ''بحر الرائق'' میں ہے:

إعلم أنّ المراد بالاستفاضة تواتر الخبر من الواردين من بلدة الثبوت إلى البلدة التي لم يثبت بها لا مجرد الاستفاضة؛ لأنّها قد تكون مبنيّة على إخبار رجل واحد مثلاً فيشيع الخبر عنه، ولا شك أنّ هذا لا يكفي بدليل قولهم: إذا استفاض الخبر وتحقق فإنّ التحقق لا يكون إلّا بما ذكرنا.(1)

فقیر کو بارہا تجربہ ہوا کہ ایسی شہرتیں محض بے سروپا نکلتی ہیں اسی ذی الحجہ میں خبر شائع ہوئی کہ ''آنولے'' میں چاند ہوا ہے وہاں عام لوگوں نے دیکھا اور فقیر کے ایک دوست کا خاص نام بھی لیا گیا وہ آئے اور خود اپنی رؤیت اور وہاں سب کا دیکھنا

گواہی دی بلکہ انہوں نے تو اپنے غیر کی رؤیت کو بیان کیا ہے۔ "الهندية"، كتاب الصوم، باب الثاني، ج١، ص١٩٩ . و"البحر الرائق"، كتاب الصوم، باب في رؤية الهلال، ج٢، ص ٤٧١-٤٧٢.

(1) جان لو! شہرت سے مراد یہ ہے کہ چاند کا ثبوت ہونے والے شہر سے چاند کا ثبوت نہ ہونے والے شہر تک خبر تواتر کے ساتھ ہو محض شہرت کافی نہیں؛ اس لئے کہ بعض اوقات کسی ایک آدمی کی خبر کی بناء پر خبر مشہور ہو جاتی ہے اور بلاشبہ یہ ان کے اس فرمان کی دلیل کی وجہ سے کافی نہیں کہ: جب خبر مشہور اور متحقق ہو کیونکہ تحقق مذکورہ بات کے علاوہ ہو ہی نہیں سکتا۔

"منحه الخالق"، كتاب الصوم، ج٢، ص ٤٧٢.

بیان کرتے تھے فقیر نے ان کے پاس ایک معتمد کو بھیجا، وہاں سے جواب ملا کہ یہاں ابر غلیظ تھا نہ میں نے دیکھا نہ کسی اور نے دیکھا۔

پھر خبر اڑی کہ ''شاہجہانپور'' میں تو ایک ایک شخص نے دیکھا فقیر نے وہاں بھی ایک معتمد ثقہ کو اپنے ایک دوست عالم کے پاس بھیجا انہوں نے فرمایا: اس کا حال میں آپ کو مشاہدہ کرائے دیتا ہوں ان کا ہاتھ پکڑ کر شہر میں گشت کیا دروازہ دریافت کرتے پھرے عید کب ہے؟ کہا: جمعہ کی، کہا: کیا چاند دیکھا؟ کہا: دیکھا تو نہیں، کہا: پھر کیوں؟ اس کا جواب کچھ نہ تھا، شہر بھر سے یہی جواب ملا صرف ایک شخص نے کہا: میں نے منگل کو چاند دیکھا تھا اور میرے ساتھ فلاں فلاں صاحب نے بھی، اب یہ عالم مع ان معتمد کے دوسرے صاحب کے پاس گئے ان سے دریافت کیا، کہا: وہ غلط کہتا تھا اور خود ان دونوں صاحبوں کے ساتھ ان گواہ صاحب کے پاس آئے اب یہ بھی پلٹ گئے کہ ہاں کچھ یاد نہیں۔ پھر خبر گرم ہوئی کہ رامپور میں چاند دیکھا گیا اور جمعہ کی عید قرار پائی، فقیر نے دو ثقہ شخصوں کو وہاں کے دو علماءِ کرام اپنے احباب کے پاس بھیجا، معلوم ہوا وہاں بھی ابر تھا کسی نے بھی نہ دیکھا، بارے[1] اتنا معلوم ہوا کہ وہاں دو شخص دہلی سے دیکھ کر آئے ہیں ان علماء نے ان دو شاہدوں کو بلا کر ان دو ثقات کے سامنے شہادت دلوائی اور جو الفاظ فقیر نے انہیں لکھوا دیئے تھے وہ ان سے کہلوا کر ان کو تحمیلِ شہادت کرائی اور دونوں عالم صاحبوں نے خود ان دونوں شہودِ اصل کا تزکیہ کیا، اب ان دونوں فرع نے یہاں آ کر شھادۃ علی الشھادۃ حسبِ قاعدہ شرعیہ دی، اس وقت فقیر نے عیدِ جمعہ کا فتویٰ دیا۔

دیکھئے افواہِ اَخبار کی یہ حالت ہوتی ہے، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

---

1 آخر کار۔

الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ.[1]

سوم خطوط واخبار: بڑی دوڑ یہ ہوتی ہے کہ فلاں جگہ سے خط آیا، فلاں اخبار میں یہ لکھا پایا، حالانکہ ہم طریقِ چہارم میں بیان کرچکے کہ حاکمِ شرع کا خاص مہری دستخطی خط جس پر خود اس کی اور محکمہ دار القضا کی مہر لگی اور اس کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہو، اور یہاں بھی حاکم شرع کے نام آئے، ہرگز بغیر دو شاہدانِ عادل کے جنہیں لکھ کر اپنی کتاب کا گواہ بنا کر خط سپرد کیا اور یہاں انہوں نے حاکمِ شرع کو دے کر شہادت ادا کی ہو مقبول نہیں، پھر یہ ڈاک کے پرچے کیا قابلِ التفات ہوسکتے ہیں، اور اخباری گپیں تو اصلاً نام لینے کے بھی قابل نہیں۔

''درِّ مختار'' میں ہے: لا يعمل بالخط.[2]

''ہدایہ'' میں ہے: الخط يشبه الخط فلا يعتبر.[3]

چہارم تار: یہ خط سے بھی زیادہ بے اعتبار، خط میں کاتب کے ہاتھ کی علامت تو ہوتی ہے، یہاں اس قدر بھی نہیں، تو اس پر عمل کو کون کہے گا مگر اَجہل سا اجہل جسے علم کے نام سے بھی مس نہیں۔

فقیر نے اس کے رَد میں ایک مفصل فتویٰ لکھا[4] اور بحمد اللہ تعالٰی اس پر

---

1. اور نیکی کرنے کی طاقت اور گناہ سے بچنے کی قوت نہیں ہے مگر بلند اور عظمت والے رب عزوجل کی توفیق سے۔
2. یعنی خط پر عمل نہیں کیا جائے گا۔
" الدرّ"، كتاب القضاء، باب كتاب القاضي إلى القاضي، ج٨، ص١٥٢.
3. یعنی خط خط کے مشابہ ہوتا ہے لہٰذا معتبر نہیں۔
"الهداية"، كتاب الزكاة، باب فيمن يمرّ على العاشر، ج١، ص١٠٤.
4. امام اہلسنت کا رسالہ "أزكى الإهلال بإبطال ما أحدث الناس في أمر الهلال" فتاویٰ رضویہ کی جلد ۱۰، صفحہ ۳۵۹ تا ۶۷ ۷ پر ملاحظہ فرمائیں۔

ہندوستان کے بکثرت علماء نے مہریں کیں، ''کلکتے'' میں چھپ کر شائع ہوا تھا۔

گنگوہی مُلّا نے اپنے ایک فتویٰ میں تار کی خبر اس باب میں معتبر ٹھہرائی اور اسے تحریرِ خط پر قیاس کیا تھا کہ تار کی خبر مثل تحریرِ خط کی خبر کے ہے کیونکہ تحریر میں حروف اصطلاحی ہیں جس سے مطلب معلوم ہو جاتا ہے خواہ بحرکتِ قلم پیدا ہوویں خواہ کسی لاٹھی یا بانس طویل کی حرکت سے (إلی قوله) ''بہر حال خبر تار کی مثلِ خط ہے اور معتبر ہے''۔ یعنی خط میں قلم سے لکھتے ہیں، تار دینا ایسا ہے کہ کسی بڑے بانس سے جو ہزاروں کوس تک لمبا ہے لکھ دیا، تو جیسے وہ معتبر ہے ویسے ہی یہ، بلکہ یہ تو زیادہ معتبر ہونا چاہیے کہ وہاں چھوٹا سا قلم ہے اور یہاں اتنا بڑا بانس تو اعتبار بھی اسی نسبت پر بڑھنا چاہیے، شملہ بہ مقدار قلم، قیاس تو اچھا دوڑا تھا مگر افسوس کہ شرعاً محض مردود ونا کام رہا۔ اولاً خط و تار میں جو فرق ہیں ہم نے اپنے فتویٰ مفصّلہ میں ذکر کیے جو اس قیاس کو اَز بیخ برکندہ کرتے ہیں (1) اور ان سے قطع نظر بھی کیجئے تو بحکمِ شرع خط ہی پر عمل حرام، پھر اس بانس کے قیاس کا کیا کام، حکم مقیس علیہ میں باطل ہے تو مقیس آپ ہی عاری وعاطل ہے۔

مولوی صاحب لکھنوی نے اپنے فتاویٰ میں خط و تار کو بے اعتبار ہی ٹھہرایا اور اس حکم میں حق کی موافقت کی مگر یہ کہنا ہرگز صحیح نہیں کہ خبر تار یا خط بدرجۂ کثرت پہنچ جائے تو اس پر عمل ہو سکتا ہے، اسے استفاضہ میں داخل سمجھنا صریح غلط، استفاضے کے معنی جو علماء نے بیان فرمائے وہ تھے کہ طریقِ پنجم میں مذکور ہوئے، متعدد جماعتوں کا آنا اور یک زبان بیان کرنا چاہیے، یہاں اگر متعدد جگہ سے خط یا تار آئے بھی تو اوّلاً وہ

---

1 یعنی جڑ سے اکھاڑ دیتے ہیں۔

ان وجوہ ناجوازی سے جنہیں ہم نے اس فتویٰ میں مفصلاً ذکر کیا ہرگز بیان مقبول کے سلسلے میں نہیں آسکتے، ڈاک کے منشی تار کے بابو چٹھی رساں اکثر کفار یا عموماً مجاہیل یا فساق فجار ہوتے ہیں، اور بفرض باطل آئیں بھی تو یہ تعدد مخبر عنہ میں ہوا نہ (کہ) مخبرین میں، کہ یہاں تار لینے والے بابو اگر مسلمان ثقہ ہوں بھی تو ہرگز اتنی جماعاتِ متعددہ نہ ہوں گی جن کی اخبار پر یقینِ شرعی حاصل ہو، بلکہ عامۂ بلاد میں صرف دو ایک ہی تار گھر ہوتے اور صدر ڈاک خانہ تو ایک ہی ہوتا ہے اگرچہ بڑے شہر میں تقسیم کے لئے دو چار برانچ اور بھی ہوں، بہر حال یہ خط یا تار ہم کو تو معدودہی شخصوں کے ذریعہ سے ملیں گے پھر استفاضے سے کیا علاقہ ہوا، کیا اگر زید آکر کہہ دے کہ فلاں جگہ لاکھ آدمیوں نے چاند دیکھا تو یہ خبر مستفیض کہلائے گی؟ ولا حول ولا قوۃ إلّا باللّٰہ العلي العظیم.(1)

پنجم جنتریوں کا بیان کہ فلاں دن پہلی ہے، اوّل بعض علماءِ شافعیہ و بعض معتزلہ وغیرہم کا خیال اس طرف گیا تھا کہ مسلمان عادل مُنَجِّمُوں کا قول اس بارے میں معتبر ہوسکتا ہے اور بعض نے قید لگائی تھی کہ جب ان کی ایک جماعت کثیر یک زبان بیان کرے کہ فلاں مہینے کی یکم فلاں روز ہے تو مقبول ہونے کے قابل ہے، اگرچہ واجِبُ الْعَمَل کسی کے نزدیک نہیں مگر ہمارے ائمۂ کرام اور جمہور محققینِ اَعلام اسے اصلاً تسلیم نہیں فرماتے اور اس پر عمل جائز ہی نہیں رکھتے اور یہی حق ہے کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحیح حدیث میں یہاں قولِ مُنَجِّمِین سے قطعِ نظر و عدم

---

1 اور نیکی کرنے کی طاقت اور گناہ سے بچنے کی قوت نہیں ہے مگر بلند اور عظمت والے رب عزوجل کی توفیق سے۔

لحاظ کی تصریح فرما چکے پھر اب اس پر عمل کا کیا محل۔

''درِّ مختار'' میں ہے:

لا عبرة بقول المؤقتين ولو عدولاً على المذهب.[1]

''ردّ المحتار'' میں ہے:

بل في ''المعراج'': لا يعتبر قولهم بالإجماع، ولا يجوز لِلْمُنَجِّم أن يعمل بحساب نفسه.[2]

جب منجمین مسلمین ثقات عدول کے بیان کا یہ حال تو آج کل کی جنتریاں جو عموماً ہنود وغیرہم کفار شائع کرتے ہیں یا بعض نیچری نام کے مسلمان یا بعض مسلمان بھی، تو وہ بھی انہیں ہندوانی جنتریوں کی پیروی سے، کیا قابلِ التفات ہوسکتی ہیں؟۔ فقیر نے بیس برس سے بڑی بڑی نامی جنتریاں دیکھیں، اول مصرانی ہیئت ہی ناقص و مختل ہے، پھر ان جنتری سازوں کو اس کی بھی پوری تمیز نہیں تقویماتِ کواکب میں وہ وہ سخت فاحش غلطیاں دیکھنے میں آئیں جن میں کوئی سمجھ وال (سمجھدار) بچہ بھی نہ پڑتا، پھر یہ کیا اور ان کی جنتری کیا، اور ان کی دُوج اور پروا(پَ رِوَا)[3] کی کسے پروا!؟۔

---

1 مذہب یہی ہے کہ اہلِ توقیت کا قول معتبر نہیں اگر چہ وہ عادل ہوں۔

''الدرّ''، كتاب الصوم، ج٨، ص٤٠٨.

2 بلکہ ''معراج'' میں ہے کہ اہلِ توقیت کا قول بالاجماع معتبر نہیں، اور منجمین کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے حساب پر عمل پیرا ہوں۔

''ردّ المحتار''، كتاب الصوم، ج٣، ص٤٠٨، تحت قول ''الدرّ'': ولا عبرة بقول المؤقتين.

3 دُوج: قمری ماہ کی دوسری اور سترہویں تاریخ۔ (''اردو لغت''، ج٩، ص١٥١).

پَروا: چاند کے بڑھنے یا گھٹنے کے حساب سے ہر آدھے مہینے کا پہلا دن۔ (''اردو لغت''، ج٣، ص٩٠٧)

ششم قیاسات وقرائن : مثلاً چاند بڑا تھا، روشن تھا، دیر تک رہا تو ضرور کل کا تھا آج بیٹھ کر نکلا تو ضرور پندرہویں ہے، اٹھائیسویں کو نظر آیا تھا مہینہ تیس کا ہوگا، اٹھائیسویں کو بہت دیکھا نظر نہ آیا مہینہ انتیس کا ہوگا، یہ قیاسات تو حسابات کی وقعت بھی نہیں رکھتے پھر ان پر عمل محض جہل وزلل، حدیث میں ہے حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((مِـن اقْتِـرَابِ السَّـاعَةِ انْتِفَـاخُ الْأَهِـلَّةِ)). رواه الطبراني في "الكبير" عن عبد الله بن مسعود رضي الله تعالى عنه.[1]

''قربِ قیامت کی علامات سے ہے کہ ہلال پھولے ہوئے نکلیں گے یعنی دیکھنے میں بڑے معلوم ہوں گے۔''

دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((مِـن اقْتِـرَابِ السَّـاعَةِ أَنْ يُـرَى الْهِلَالُ قَبَلًا وَيُقَالُ: هُوَ لِلَيْلَتَيْنِ)). رواه في "الأوسط" عن أنس رضي الله تعالى عنه.[2]

''علاماتِ قیامت سے ہے کہ چاند بے تکلف نظر آئے گا کہا جائے گا کہ دو رات کا ہے۔''

---

1 اسے طبرانی نے ''معجم کبیر'' میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔

"المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ١٠٤٥١، ج١٠، ص١٩٨.

2 اسے طبرانی نے ''معجم اوسط'' میں حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔

"المعجم الأوسط"، ج٦، ص٤٥٤، الحديث: ٩٣٧٦.

''صحیح مسلم شریف'' میں ابوالبختری سعید بن فیروز سے ہے:

((قَالَ: خَرَجْنَا لِلْعُمْرَةِ فَلَمَّا نَزَلْنَا بِبَطْنِ نَخْلَةَ قَالَ تَرَاءَيْنَا الْهِلَالَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: هُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ، وَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: هُوَ ابْنُ لَيْلَتَيْنِ، قَالَ: فَلَقِيْنَا ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْنَا: إِنَّا رَأَيْنَا الْهِلَالَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: هُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: هُوَ ابْنُ لَيْلَتَيْنِ، فَقَالَ: أَيَّ لَيْلَةٍ رَأَيْتُمُوْهُ، قَالَ: قُلْنَا: لَيْلَةَ كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَدَّهُ لِلرُّؤْيَةِ فَهُوَ لِلَيْلَةٍ رَأَيْتُمُوْهُ)). (1)

''ہم عمرے کو چلے جب بطنِ نخلہ میں اترے ہلال دیکھا، کوئی بولا: تین رات کا ہے، کسی نے کہا: دو رات کا، عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ملے ان سے عرض کی کہ ہم نے ہلال دیکھا کوئی کہتا ہے تین شب کا ہے کوئی دو شب کا، فرمایا: تم نے کس رات دیکھا؟ ہم نے کہا: فلاں شب، کہا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا مدار رؤیت پر رکھا ہے تو وہ اسی رات کا ہے جس رات نظر آیا۔''

ہفتم کچھ استقرائی کچھ اختراعی قاعدے: مثلاً رجب کی چوتھی رمضان کی پہلی ہوگی، رمضان کی پہلی ذی الحجہ کی دسویں ہوگی، اگلے رمضان کی پانچویں اس رمضان کی پہلی ہوگی، چار مہینے برابر تیس تیس کے ہو چکے ہیں یہ ضرور اونتیس کا ہوگا، تین پے در پے اونتیس کے ہوئے ہیں یہ ضرور تیس کا ہوگا، ان کا جواب اسی قدر میں ہے:

(1) ''صحیح مسلم''، کتاب الصیام، الحدیث: ۱۰۸۸، ص۵۴۹.

﴿مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ﴾ ''حق سبحانہ نے ان باتوں پر کوئی دلیل نہ اتاری۔''
(پ۱۲، یوسف:٤٠)

''وجیز امام کردری'' میں ہے:

شهر رمضان جاء يوم الخميس لا يضحّى أيضاً في يوم الخميس ما لم يتحقّق أنّه يوم النحر، وما نقل عن علي رضي الله تعالى عنه أنّ يوم أوّل الصوم يوم النحر ليس بتشريع كلي بل إخبار عن اتفاقي في هذه السنة، وكذا ما هو الرابع من رجب لا يلزم أن يكون غرة رمضان بل قد يتفق.(1)

''خزانة المفتين'' میں ''فتاویٰ کبریٰ'' سے ہے:

ما يروى: ((أنّ يوم نحركم يوم صومكم)) كان وقع ذلك العام بعينه دون الأبد؛ لأنّ من أوّل يوم رمضان إلى غرة ذي الحجة ثلاثة أشهر فلا يوافق يوم النحر يوم الصوم إلّا أن يتمّ شهران من الثلاثة وينقص الواحد، فإذا تمّت الشهور الثلاثة تتأخّر عنه، وإذا انقصت الشهور الثلاثة

---

(1) رمضان کا مہینہ جمعرات کے دن آیا تو جمعرات کے دن میں بھی قربانی جائز نہ ہوگی جب تک اس بات کا ثبوت نہ ہو جائے کہ یہ قربانی کا دن ہے، اور جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا گیا ہے کہ ہے کہ ''روزے کا پہلا دن قربانی کا دن ہے''، یہ شریعت کا قاعدہ کلیہ نہیں بلکہ اس سال میں اتفاقاً ایسا ہو جانے کی خبر دینے کا بیان ہے، اسی طرح جو رجب کا چوتھا دن ہے لازم نہیں کہ وہ رمضان کا پہلا دن ہو ہاں کبھی ایسا اتفاقاً ہو جاتا ہے۔

''البزازية''، كتاب الصوم، الفصل الاوّل، ج٤، ص٩٦، (هامش ''الهندية'').

أو شهران تقدّم عليه فلم يصحّ الاعتماد على هذا.[1]

یہ کلام اجمالی بقدر کفایت ہے اور ان اَحکام کی تفصیل تام رسائل ومسائلِ فقیر میں ہے۔

وبالله التوفيق والله تعالى أعلم[2]

---

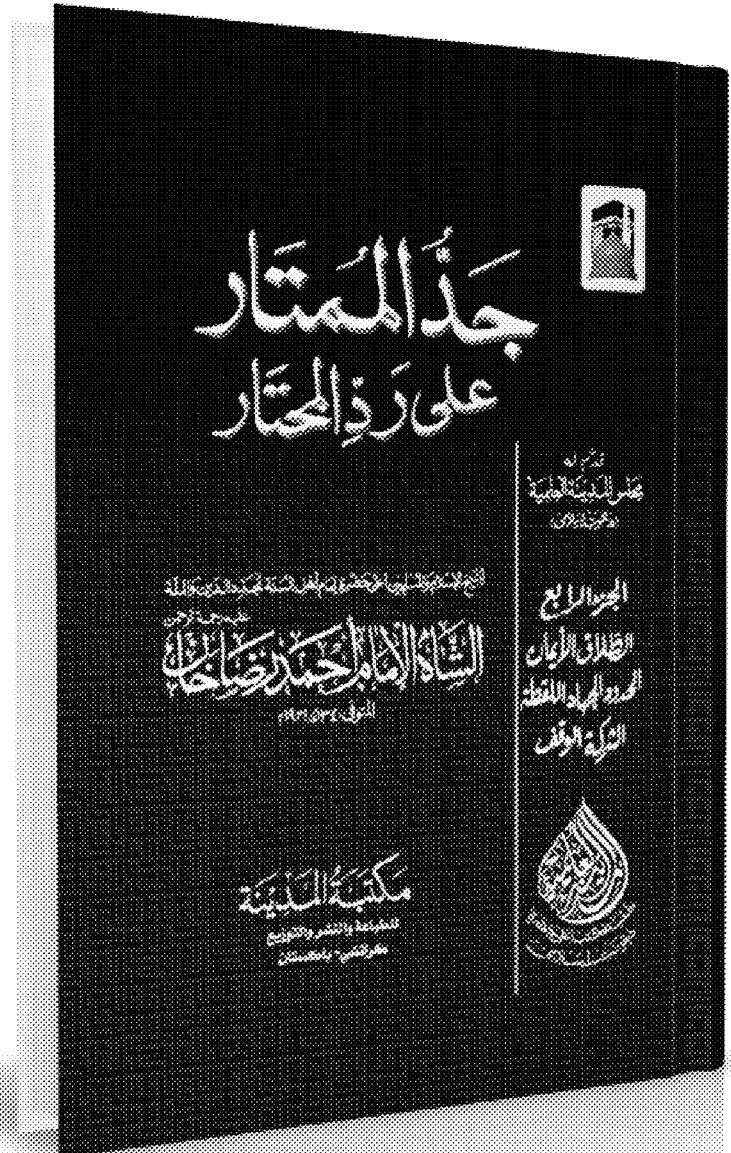
2 یعنی یہ جو روایت کیا گیا ہے کہ ''بے شک تمہارا عید کا دن تمہارے روزے کا دن ہے''، یہ ہمیشہ کے لیے نہیں بلکہ معین سال میں ایسا واقعہ ہوا تھا کیونکہ رمضان کے پہلے دن سے لے کر ذوالحجہ کے پہلے دن تک تین ماہ ہوتے ہیں تو قربانی کا دن روزے کے دن کے موافق نہیں ہوسکتا مگر اس صورت میں کہ تین میں سے دو ماہ کامل ہوں اور ایک ناقص، اب اگر تینوں ماہ کامل ہوتے ہیں تو اس سے تأخر ہوگا اور اگر تینوں ماہ یا دو ماہ ناقص ہوتے ہیں تو پھر اس پر تقدم ہوگا لہٰذا اس پر اعتماد درست نہیں۔ ("خزانة المفتين"، كتاب الصوم، صـ ٤٤).

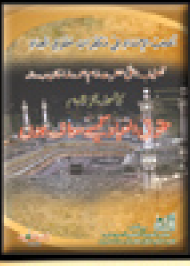
2 یعنی اور یہ سب اللہ ہی کی توفیق سے ہے اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ جاننے والا ہے۔

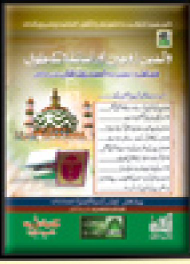
مآخذ ومراجع

نمبرشمار	کتاب	مصنف/ مؤلف	مطبوعہ
1	قرآن مجید	کلام اللہ تعالیٰ	مکتبۃ المدینہ
2	صحيح البخاري	ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ	دارالکتب العلمیۃ، بیروت
3	صحيح مسلم	ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ	دارابن حزم، بیروت
4	سنن الترمذي	ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی متوفی ۲۷۹ھ	دارالفکر، بیروت
5	سنن أبي داود	ابوداود سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ	داراحیاءالتراث العربی، بیروت
6	السنن الكبرى	احمد بن حسین بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸ھ	دارالکتب العلمیۃ، بیروت
7	سنن الدار قطني	علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ	مدینۃ الاولیاء ملتان
8	المعجم الكبير	سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ	المکتبۃ الفیصلیۃ، بیروت
9	المعجم الأوسط	سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ	المکتبۃ الفیصلیۃ، بیروت
10	حلية الأولياء	ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی متوفی ۴۳۰ھ	دارالکتب العلمیۃ، بیروت
11	تنوير الأبصار	محمد بن عبداللہ بن احمد تمرتاشی متوفی ۱۰۰۴ھ	دارالمعرفۃ، بیروت
12	الدر المختار	محمد بن علی حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ	دارالمعرفۃ، بیروت
13	ردّ المحتار	محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ	دارالمعرفۃ، بیروت
14	الحديقة الندية	سیدی عبدالغنی نابلسی حنفی متوفی ۱۱۴۱ھ	دارالطباعۃ العامرہ
15	الفتاوى الهندية	شیخ نظام و جماعۃ من علماء الہند	کوئٹہ
16	الفتاوى الخانية	حسن بن منصور بن محمود اوزجندی متوفی ۵۹۲ھ	پشاور
17	فتح القدير	کمال الدین بن ہمام متوفی ۸۶۱ھ	کوئٹہ
18	خلاصة الفتاوى	طاہر بن عبدالرشید بخاری متوفی ۵۴۲ھ	کوئٹہ
19	جد الممتار	امام اہلسنّت احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ

20	درر الحكام	قاضی شہیر ملا خسرو حنفی، متوفی ۸۸۵ھ	باب المدینہ، کراچی
21	مجموعة رسائل ابن عابدين	محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ	سہیل اکیڈمی، لاہور
22	العقود الدرية	محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ	پشاور
23	منحة الخالق	محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ	کوئٹہ
24	الفتاوى الرضوية	امام اہلسنّت احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
25	اللباب=لباب المناسك	شیخ رحمۃ اللہ سندی، متوفی ۱۰۱۴ھ	باب المدینہ، کراچی
26	المسلك المتقسط	ملا علی بن سلطان قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ	باب المدینہ، کراچی
27	البحر الرائق	زین الدین بن ابراہیم متوفی ۹۷۰ھ	کوئٹہ
28	الهداية	علی بن ابی بکر مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت
29	الفتاوى البزازية	محمد بن محمد بن المعروف بابن بزاز متوفی ۸۲۷ھ	کوئٹہ
30	خزانة المفتين	حسین بن محمد حنفی متوفی ۷۴۰ھ	مخطوطہ
31	حيات اعلى حضرت	ملک العلماء ظفر الدین بہاری متوفی ۱۳۸۲ھ	مکتبہ نبویہ، لاہور
32	**اردو لغت**		اردو لغت بورڈ، باب المدینہ


جد الممتار
على رد المحتار
الجزء الرابع
الشاه الإمام أحمد رضا خان
مكتبة المدينة









اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُنّت کی بہاریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن و سنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مہکے مہکے مَدَنی ماحول میں بکثرت سُنّتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر جمعرات مغرب کی نماز کے بعد آپ کے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع میں رضائے الٰہی کیلئے اچھی اچھی نیّتوں کے ساتھ ساری رات گزارنے کی مَدَنی التجا ہے۔ عاشقانِ رسول کے مَدَنی قافلوں میں بہ نیتِ ثواب سُنّتوں کی تربیت کیلئے سفر اور روزانہ فکرِ مدینہ کے ذریعے مَدَنی انعامات کا رسالہ پُر کر کے ہر مَدَنی ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے ذمّے دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے پابندِ سنّت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کیلئے کُڑھنے کا ذہن بنے گا۔

ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذہن بنائے کہ "مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔" اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنی اصلاح کی کوشش کے لیے "مَدَنی اِنعامات" پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کے لیے "مَدَنی قافلوں" میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

- کراچی: شہید مسجد، کھارادر۔ فون: 021-32203311
- لاہور: داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ۔ فون: 042-37311679
- سردارآباد (فیصل آباد): امین پور بازار۔ فون: 041-2632625
- کشمیر: چوک شہیداں، میرپور۔ فون: 058274-37212
- حیدرآباد: فیضانِ مدینہ، آفندی ٹاؤن۔ فون: 022-2620122
- ملتان: نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ۔ فون: 061-4511192
- اوکاڑہ: کالج روڈ بالمقابل غوثیہ مسجد، نزد تحصیل کونسل ہال۔ فون: 044-2550767
- راولپنڈی: فضل داد پلازہ، کمیٹی چوک، اقبال روڈ۔ فون: 051-5553765
- پشاور: فیضانِ مدینہ، گلبرگ نمبر 1، النور اسٹریٹ، صدر۔
- خان پور: دُرّانی چوک، نہر کنارہ۔ فون: 068-5571686
- نواب شاہ: چکرا بازار، نزد MCB۔ فون: 0244-4362145
- سکھر: فیضانِ مدینہ، بیراج روڈ۔ فون: 071-5619195
- گوجرانوالہ: فیضانِ مدینہ، شیخوپورہ موڑ، گوجرانوالہ۔ فون: 055-4225653
- گلزارِ طیبہ (سرگودھا): [illegible] فون: 048-6007128

مکتبۃ المدینہ (دعوتِ اسلامی)

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)

فون: 021-34921389-93 Ext: 1284

Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net